عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قدرتی وسائل میں اسراف کا روّیہ

جلد: ۴۱ | ۱۲ تا ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۲

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

رخصتی سے قبل طلاق

س:......میں آپ سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا نکاح ہوا ہے اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ میرے شوہر نے غصہ میں کہا ہے کہ:’’میں نے تمہیں چھوڑ دیا‘‘ میں نے کہا: یہ کیا بولا ہے؟ تو انہوں نے یہی بات تین سے چار بار کہی ہے، پھر بعد میں کہنے لگے: میں تو مذاق کررہا تھا۔ یہ بات ہماری فون پر ہوئی ہے، میری ابھی تک شوہر سے کوئی خلوت یا ملاقات نہیں ہوئی۔ مجھے آپ بتائیں کہ میں اب کیا کروں؟

ج:......اگر سوال میں درج تفصیل درست اور صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں سائلہ پر ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے، جس کی وجہ سے ان کا نکاح بالکل ختم ہوگیا ہے، اگر سابقہ نکاح میں مہر مقرر کیا گیا تھا تو شوہر پر اس کا نصف (آدھا) اپنی مطلقہ بیوی کو ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔ باقی رخصتی نہ ہونے کی وجہ سے سائلہ پر عدت گزارنا واجب نہیں، جہاں چاہے اور جب چاہے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اگر فریقین باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح بحال کرنا چاہتے ہیں تو شرعاً اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن انہیں دوبارہ تجدید نکاح کرنا پڑے گا، دوبارہ مہر مقرر کرنا ہوگا اور وہ بھی دو شرعی گواہان کی موجودگی میں۔ واضح رہے کہ دوبارہ نکاح بحال کرنے کی صورت میں آئندہ کے لئے شوہر کے پاس صرف دو طلاق کا اختیار باقی رہے گا۔ ہدایہ میں ہے:

’’واذا طلق الرجل امراته ثلاثاً قبل الدخول لها وقعن عليها ...... فان فرق الطلاق بانت بالاولیٰ ولم تقع الثانية، والثالثه.‘‘

(الهداية: ۳۷۱، ج:۲، كتاب الطلاق)

’’اربع من النسا، لاعدة عليهن (منها) المطلقة قبل الدخول...الخ‘‘

(فتاویٰ هندية، ص ۵۳۶، كتاب الطلاق)

’’وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمٰى لقوله تعالیٰ .... وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن الاية....الخ.‘‘

(الهداية، ص: ۳۲۴، ج:۲، كتاب النكاح باب المهر)

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت درست نہیں

س:......کیا ہندوؤں کی ہولی، دیوالی یا کسی بھی تہوار پر مبارکباد دینا درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح کرسمس کے موقع پر عیسائیوں کو مبارکباد دے سکتے ہیں یا نہیں؟ آج کل یہ عام بات ہے ایک دوسرے کو مبارکباد دینا فیشن ہے، نہ دو تو لوگ بُرا سمجھتے ہیں۔

ج:......غیر مسلموں کے مذہبی تہوار پر انہیں مبارکباد دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر ان کے صرف قومی تہوار ہوں تو اس پر مبارکباد دینا بہتر تو نہیں لیکن اگر کوئی دے دے تو کوئی حرج نہیں۔ جب کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت درست نہیں۔ واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۱۲تا۱۹ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸تا۱۵ نومبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۴۲

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کی زیارت کا قصہ	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دینی وقومی جدوجہد.... چند اہم مسائل	۸	حضرت مولانا زاہد الراشدی
قدرتی وسائل میں اسراف کا رویہ	۱۲	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
کفر سے اسلام تک	۱۷	ڈاکٹر عامر منیر، سابقہ قادیانی
کارٹون بینی، ویڈیو گیم اور مسلمان بچے (۲)	۱۹	مولانا مفتی محمد شہزاد شیخ مدظلہ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، بہاول پور	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تبلیغی ودعوتی اسفار	۲۳	" " " "
مدت امارت...... امرأ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	۲۷	مولانا محمد وسیم اسلم

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۲ (۲ ؁نبوت کے واقعات)

وانـکـحـہ الـمـبـعـوث احـدٰی بـنـاتـہ
فـکـان کـبـدر مـازج الشـمـس بلا افق

ترجمہ:...’’پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح ان سے کردیا، یہ عقد ایسا ہے جیسے چاند اور سورج بغیر اُفق کے مل گئے ہوں۔‘‘

فـذالک یـا ابـن الھـاشـمییّـن مھـجتـی
فـأنـت أمیـن اللہ أرسـلـت لـلـخـلـق

ترجمہ:...’’اے ہاشمی گھرانے کے نورِ چشم! میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے امین ہیں جنھیں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔‘‘

محبّ طبری نے ’’الریاض النضرۃ‘‘ میں لکھا ہے کہ ’’اروٰی‘‘ حضرت عثمان کی والدہ کا نام ہے۔

۵:....اسی سال کاتبِ وحی زید بن ثابت بن الضحاک الانصاری الخزرجی النجاری رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو گیارہ برس کے تھے، ان کے والد جنگِ بعاث میں مارے گئے تھے، اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ شش سالہ تھے۔ جنگِ بدر میں صغرسنی کی بنا پر ان کو شرکت کی اجازت نہیں ملی، جنگِ اُحد اور دیگر غزوات میں برابر شریک رہے، لیکن ایک قول کے مطابق اُحد میں بھی شریک نہیں ہوئے، بلکہ غزوۂ خندق سے غزوات میں شریک ہونے لگے۔

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کی زیارت کا قصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عالیہ پر فقیر کی پہلی حاضری حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہوئی۔ نصیر الملّت حضرت پیر نصیر الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سجادہ نشین تھے۔ ان کے کمرہ خاص میں ملاقات تھی۔ انہوں نے دعوت بھی کی۔

ایک بار حاضری حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یاد ہے۔ تب بھی سجادہ نشین حضرات نے میزبانی سے نوازا۔

ایک بار مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کے ہمراہ اسلام آباد کی سی اے۔ پی سی کے اجلاس میں دعوت کے لئے حاضری ہوئی۔ حضرت پیر نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت کا وعدہ فرمایا۔ اگلے روز کسی عذر سے خود تو تشریف نہ لائے، البتہ معذرت کا حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے نام خط تحریر کیا اور اپنی نمائندگی کے لئے ساتھی بھی بھیجا۔ چند بار خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف پر ختم نبوت کانفرنسوں پر فقیر کو حاضری کا حکم کیا گیا، بیانات بھی ہوئے۔

ایک بار حضرت قاری محمد امین صاحب محلّہ ورکشاپی والوں کے ساتھ حاضری یاد پڑتی ہے۔ ایک بار حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھی حاضری کا یاد ہے۔ کتنی بار حاضری ہوئی؟ مکمل تعداد اور تاریخیں تو مستحضر نہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ایک بڑا نام لاہور کے جناب بابو پیر بخش لاہوری (جنرل پوسٹ ماسٹر) تھے۔ اپنی ریٹائرمنٹ فروری ۱۹۱۲ء سے وفات مئی ۱۹۲۷ء تک وہ قادیانیت کے خلاف سیسہ پلائی دیوار کی طرح سینہ سپر رہے۔ ان کی تیئس سے زائد کتب ورسائل عالمی مجلس نے گزشتہ برسوں شائع کیں۔ اس دوران میں خیال ہوا کہ بابو پیر بخش لاہوری ایک ماہوار رسالہ ''تائید الاسلام'' لاہور سے شائع کرتے تھے۔ اس کی فائل مکمل کر کے ردقادیانیت کا اس سے مواد لے کر اسے بھی شائع کر دیں۔ ماہنامہ ''تائید الاسلام'' لاہور کی فائل کی تکمیل کے لئے بلامبالغہ دسیوں لائبریریوں کا سفر ہوا۔ ابھی گزشتہ ہفتہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو پنجاب یونیورسٹی بھی جانا ہوا۔ جناب محترم پیر رضوان نفیس نے قیادت فرمائی۔

۲۵/ستمبر ۲۰۲۲ء کو خانقاہ گولڑہ شریف بھی حضرت پیر اظہار الحق بخاری، حضرت قاضی مولانا ہارون رشید کے ہمراہ حاضری ہوئی۔ چونکہ اگلے دن حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شروع ہو رہا تھا، کام کے شدید رش کے باعث لائبریری بند تھی۔ اب آخری بار ۱۱/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو حاضری ہوئی۔ اس کے لئے پیشگی انتظام جناب سید اظہار الحق بخاری نے یہ کیا کہ خانقاہ شریف کے ایک مسترشد جناب ملک فلک شیر صاحب فلکی کی معرفت لائبریری کے انچارج محترم انوار احمد چشتی کو اطلاع کر دی گئی کہ وہ لائبریری میں موجود ہوں۔

پیر سید اظہار بخاری، جناب فلک شیر، مولانا قاضی ہارون رشید، مولانا عتیق الرحمٰن، جناب حافظ عبدالستار اور فقیر راقم چھ رکنی وفد خانقاہ شریف حاضر ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت پیر نظام الدین جامی سے ملے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتا کے سامنے ان کے قدموں میں بیٹھنا تو زہے نصیب، فقیر تو یہ بھی عرض گزار ہے کہ خانقاہ عالیہ کے کسی ادنیٰ خادم کے سامنے بھی فرش پر بیٹھنا اعزاز سمجھتا ہے۔ نہ بھولو کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

جن راہوں سے گزرتے تھے اوران کے قدم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جس راہ گزر پر لگے تھے،ان کی جاروب کشی بھی سعادت سمجھتا ہوں۔

قبلہ حضرت پیر نظام الدین جامی نے لنگر کھا کر اور ملاقات کر کے جانے کا جناب سید اظہار الحق بخاری کو پابند فرمایا۔انہوں نے وعدہ کرلیا۔ پہلے عرض کیا ہے کہ کئی بار خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف حاضری کی سعادت ہوئی لیکن حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی قدیم خانقاہ آپ کے مطالعہ وتصنیف وتبلیغ اور استراحت کے حصہ کی پہلی بار زیارت ہوئی۔حضرت پیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی لائبریری بھی انہی حجروں میں ہے۔پرانے طرز کے بنے ہوئے کمروں میں جانے کے لئے چند سیڑھیاں چڑھ کر جانا ہوا۔حضرت کے ان ذاتی کمروں،لائبریری اور تبرکات کی نگرانی جناب انوار احمد چشتی صاحب کے ذمہ ہے۔وہ ایک منکسر المزاج بااخلاق بزرگ ہیں۔سیڑھیاں چڑھ کر اس حصہ میں داخل ہوں تو دائیں بائیں دو کمرے ہیں۔درمیان کے رہگزر کمرہ میں دونوں کمروں کے دروازے کھلتے ہیں۔اسی رہگزر درمیان کے کمرہ سے سیڑھیوں کے بالمقابل مشرق کی جانب برآمدہ ہے جس سے ہوا،روشنی کے علاوہ وضوء ودیگر ضروریات کا کام لیا جاتا ہے۔

جناب انوار احمد چشتی صاحب نے پہلے ایک کمرہ کھولا جہاں قبلہ عالم حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات،چارپائی،بسترہ استعمال شدہ پارچہ جات پگڑیاں،ٹوپیاں،کرتے،تہبند،صدری،واسکٹ،کوٹ گرمی سردی کے دوسرے کپڑے،وضوء کا سامان،عصاء،پاپوشوں کے کئی جوڑے،بہت ساری اشیاء پر مشتمل خوبصورت چھوٹا سا میوزیم بنادیا گیا ہے جو بند رہتا ہے۔خواص کو کبھی موقع ملتا ہوگا۔البتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر ان چیزوں کو عمومی زیارت کے لئے سلیقہ سے باہر لایا جاتا ہے۔اس کمرہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔اس کمرہ کے چاروں طرف فرش تا چھت،لکڑی کی الماریوں میں حضرت قبلہ کی زیر استعمال کتب کا نفیس فریموں والے شیشہ لگے دروازوں سے موتیوں کی طرح سجی سجائی عمدہ جلدوں میں محفوظ کتب کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔

اب دوسرے کمرہ کا دروازہ کھولا گیا۔اس میں داخل ہوئے۔عمدہ نفیس قالین کے فرش پر چاروں طرف لکڑی کے فریم میں شلفیں بنائی گئی ہیں۔اوپر شیشہ لگا کر فرش تا سقف کتب فن وار رکھی گئی ہیں۔چاروں طرف نظر گھمائی تو سواڈیڑھ صدی کی تاریخ سامنے نظر آنے لگی۔محترم انوار احمد چشتی بہت ہی مرنجان مرنج محبتوں والے انسان ہیں۔کمرہ میں ایک میز کرسی مطالعہ کے لئے موجود تھی۔بتکرار وباصرار محبت واخلاص سے اس کرسی پر بیٹھنے کا انہوں نے حکم فرمایا۔فقیر نے ایک سیکنڈ میں فرش پر نشست جمالی۔میرے خیال میں تھا کہ وہ کتابیں جو پیر صاحب کے ہاتھوں اور جھولی کو لمس کرنے کا اعزاز رکھتی ہیں،انہیں میز پر رکھ کر پڑھنے کی بجائے جھولی میں رکھ کر ان پر جھک کر ان کو پڑھنا چاہئے۔فقیر کا فرش پر بیٹھنا تھا کہ محترم انوار احمد چشتی صاحب نے فرمایا کہ قبلہ عالم پیر صاحب گولڑہ شریف اسی جگہ (جہاں فقیر بیٹھا تھا) بیٹھ کر مطالعہ فرماتے تھے۔اس کے ساتھ کی جگہ کے لئے فرمایا کہ یہاں ’’مچ‘‘ ہوتا تھا یعنی سردیوں میں کمرہ کو گرم رکھنے کے لئے آگ جلائی جاتی تھی۔

قارئین محترم!ہے کوئی سعادتوں کی انتہاء کہ پیران سیال شریف،پیران تونسہ شریف،مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری،سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد غازی (رحمۃ اللہ علیہم) نہ معلوم کون کون سے حضرات نے اس کمرہ کو قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔لیجئے!اب محترم جناب انوار احمد صاحب نے چھت کے قریب کی سلفوں کے دوخانوں سے ردقادیانیت کی کتب اتار کر میز پر رکھنا شروع کیں۔محترم مولانا حافظ عتیق الرحمٰن نے وہ تھوڑی تھوڑی فقیر کو پکڑانی شروع کیں۔اس فن کی ایک ایک کتاب کے دیدار سے قلب وجگر سیراب ہوئے۔روح کو بالیدگی،آنکھوں کو نور،ایمان کو جلاء،جذبہ تحفظ ختم نبوت کو پرواز نصیب ہوئی۔خواجہ تاش حضرات!کئی دہائیوں سے اس خانقاہ شریف کی زیارت وحاضری کا اعزاز نصیب ہوا۔آج حضرت قطب عالمؒ کی جگہ ان کے مشن کے تحفظ کے لئے وہی کتب جو آپ کے زیر استعمال رہیں،فقیر کی جھولی میں تھیں۔ہے نوازشات کی کوئی انتہاء۔

تمام کتابوں کو دیکھا۔بعض کے ٹائٹل کے عکس لئے۔بعد میں قبلہ چشتی صاحب نے ردقادیانیت کی کتب کی فہرست بھجوادی۔مولانا عتیق الرحمٰن نے

ملتان دفتر بیٹھ کر ٹائٹل اور فہرست کا مجلس کی لائبریری کی کتب سے تقابل کیا۔ کیا آپ مزید سعادت نہیں سمجھیں گے کہ حضرت قبلہ عالمؒ کی لائبریری میں موجود تمام کتب ردقادیانیت مجلس ملتان کی لائبریری میں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ انہیں ''احتساب'' و ''محاسبہ'' میں شائع بھی کر چکے ہیں۔ زہے فضل باری تعالیٰ!

ہاں! البتہ ہم نے حضرت قبلہ پیر صاحبؒ کی تصنیفات کو شائع اس لئے نہیں کیا کہ وہ برابر خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف سے شائع ہو رہی ہیں اور پاکستانیوں کی دسترس میں ان کا حصول ہے۔ کوئی دقت نہیں۔ البتہ ہندوستان میں یہ کتابیں قبلہ پیر صاحب کی تصنیفات ردقادیانیت میسر نہیں۔ اس کمی کو مکتبہ تراث الاسلامی دیوبند نے یوں پورا کیا کہ احتساب قادیانیت کی ترتیب جدید کی اشاعت کی پہلی جلد میں حضرت قبلہ عالمؒ کی ردقادیانیت پر کتب کو اس خوبصورت طور پر شامل کر دیا ہے کہ صاحب ذوق کتب بین عش عش کر اٹھتا ہے۔ فقیر کے پاس انڈیا کا نسخہ ساتھ ہوتا تو خانقاہ شریف کے حضرات دیکھ کر جھوم جھوم جاتے۔

اب کتب کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ نیچے اترے۔ انہی راہوں سے ہمیں حضرت نصیر الملّت حضرت پیر نصیر الدینؒ کے کمرہ خاص میں لے جایا گیا۔ وضوء کے عمل سے فارغ ہوئے۔ دستر خوان لگا۔ لنگر کھایا۔ وہاں سے مسجد شریف گئے۔ مسجد شریف کے جنوب میں پہلے حضرات خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کے حضرات کے مزارات، قبلہ حضرت عبدالحق گیلانیؒ، قبلہ حضرت نصیر الملّت نصیر الدین گیلانیؒ کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت قبلہ عالمؒ کے مزار مبارک پر سراپا عجز بنے۔ فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ دعاء کی۔ بس کیفیات کا نہ پوچھئے۔ اب مسجد شریف میں گئے۔ جماعت ظہر ہو چکی تھی۔ ہم نے اپنی نماز باجماعت حضرت مولانا قاضی ہارون رشید کی امامت میں اداء کی۔ مسجد شریف کے شمال کی جانب علیحدہ عمارت میں حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ کے والد گرامیؒ اور مولانا محمد غازی صاحبؒ کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ خانقاہ شریف کے شمال میں بڑی دیوار کے عقب میں حضرت قبلہ گولڑویؒ کی والدہ مرحومہ کے مزار پر فاتحہ کہی۔ اب واپسی پر فقیر کے خیالات وجذبات کیا تھے، ایک ساتھی نے پوچھ لیا، دورہ کیسا رہا؟ فقیر یک دم رکا ہی نہیں بلکہ ٹھٹکا بھی۔ تمام ساتھیوں کے قدم رک گئے۔ فقیر کی زبان سے بے ساختہ نکلا: ''اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ حضرت قبلہ پیر صاحبؒ کی روح پُرفتوح پر منکشف کر دیں کہ ان کے مشن کا ایک ادنیٰ نوکر اوران کا غلام وخادم ان کے در دولت پر قدموں میں حاضر ہے۔''

یہ کہہ کر رک گیا۔ ورنہ مقطع یہ تھا کہ کردگار کی رحمت کے پیر صاحب کی روح پرفتوح پر انکشاف کے بعد پیر صاحب کیا خوش ہوتے کہ اس پر رب غفار بھی خوش ہو جاتے تو فقیر کا کام بن جاتا۔ بہرحال اس کلام کے بعد بوجھل دل کھل گیا اور قدم اٹھانے بھی سہل ہو گئے۔ شاداں وفرحاں کامیاب وکامران اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد سے باہر آئے۔ دروازہ پر حکم ملا کہ قبلہ عالم صاحبؒ کے پڑپوتا اور اس وقت صدر نشین جناب پیر نظام الدین جامی کا حکم ہے کہ جاتے ہوئے مل کر جانا ہے۔ اب ملاقات کے کمرہ میں وہ مریدوں میں گھرے تھے۔ ہمیں خادم ان سے اگلے خاص کمرہ میں لے گیا جو قبلہ پیر صاحب کی استراحت کا کمرہ خاص ہے۔ انتہائی ایک خستہ پلنگ کے علاوہ وہاں فقیری ہی فقیری نظر آئی۔ ان کی سادگی، درویشی نے دل پر اثر کیا۔ پیر صاحب جلدی میں مریدوں سے فارغ ہو کر تشریف لائے۔ ہمارے ساتھ فرش پر تشریف فرما ہو گئے۔ تاثرات پوچھے۔ لائبریری کی بابت اور ''احتساب'' و ''محاسبہ'' کے بارہ میں فقیر نے عرض کیا۔ بشاشت قلبی کے ساتھ نوازا۔ سید اظہار الحق بخاری ان سے محو گفتگو رہے۔ اس موقع پر فقیر سے ایک دوست نے کہا کہ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی جائے۔ فقیر نے عرض کیا کہ دفتر سے چلتے ہوئے صرف لائبریری کی زیارت کا ارادہ کیا تھا۔ اب کانفرنس کی دعوت کو ضمنی طور پر بیان کرنا سوئے ادبی سمجھتا ہوں۔ اگلے سال زندگی رہی تو فقط اس کے لئے سفر ہوگا۔ اجازت لی! قبلہ پیر صاحب مریدوں میں چلے گئے۔ ہم باہر آ گئے۔

قبلہ عالم کی تصنیفات جو طبع شدہ وہاں سے مل جاتی ہیں، ان کا سیٹ جناب فلک شیر فلکی کے توسط سے حاصل کیا اور مغرب کے قریب دینہ ختم نبوت کانفرنس میں آ شریک ہوئے۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہٖ اجمعین

دینی وقومی جدوجہد.... چند اہم مسائل

۸/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو چناب نگر میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی سالانہ کانفرنس سے خطاب

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

بعدالحمدوالصلوٰۃ۔حضرت خواجہ ناصرالدین خاکوانی، امیر محترم سید محمد کفیل شاہ بخاری، اکابر علمائے کرام، محترم بزرگو اور دوستو! حسبِ معمول سب سے پہلے دو باتوں پر مجلسِ احرارِ اسلام کا شکریہ ادا کروں گا۔ایک تو اس پر کہ انہوں نے مورچہ قائم رکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اس مورچے کو قائم رکھیں، میری یہاں حاضری صرف نسبت کو تازہ کرنے اور یہ بتانے کے لیے ہوتی ہے کہ کن بزرگوں اور کس قافلے سے ہماری نسبت ہے اور کس تسلسل سے ہے۔اللہ تعالیٰ اس قافلے اور تسلسل کو قائم رکھیں، اسی پر زندگی گزارنے کا موقع دیں اور اسی پر موت عطا فرمائیں، آمین۔

یہ مجلسِ احرار اسلام کی سالانہ کانفرنس ہے اور بہت اہم مقام پر ہے۔کوئی تقریر کرنے کی بجائے اس وقت ہمیں قومی سطح پر دینی جدوجہد کے حوالے سے جو چیلنجز درپیش ہیں اور اس مورچے اور اس جیسے دیگر مورچوں کے حوالے سے جن مسائل کا ہمیں سامنا ہے، ان کی ایک فہرست عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کہاں کہاں پھنسے ہوئے ہیں، کیا کیا مسائل درپیش ہیں، اور وہ مسائل کس سطح پر ہیں؟ پھر اپنی فکر اور سوچ کے مطابق اس کی وجہ عرض کروں گا کہ ہم کیوں پھنسے ہوئے ہیں؟ اور فیصلہ آپ پر چھوڑ کر اجازت چاہوں گا۔

ہمیں اس وقت سب سے پہلا مسئلہ دستورِ پاکستان کے حوالے سے درپیش ہے۔اس سے پہلے ہم یہ کہتے آ رہے ہیں کہ دستور کی بالادستی اور پاسداری قائم ہونی چاہیے۔طویل جدوجہد کے بعد ہم نے ۱۹۷۳ء میں ایک متفقہ دستور حاصل کیا تھا اور نافذ کیا تھا۔وہ دستور دینی مکاتبِ فکر کے ہاں بھی متفقہ تھا، سیاسی جماعتوں کے ہاں بھی متفقہ تھا، اور علاقائی قومیتوں کے ہاں بھی متفقہ تھا، پوری قوم اس پر متفق تھی۔مجموعی طور پر اب بھی متفق ہے۔ہم اس بنا پر اب تک یہ کہتے آ رہے ہیں کہ دستور کی بالادستی اور عملداری قائم ہونی چاہیے، دستور کے مطابق ملک کا نظام چلنا چاہیے، اور تمام اداروں اور طبقات کو دستور کے دائرے میں رہنا چاہیے۔یہ ہمارا اصولی موقف ہے اور ہم یہ بات مسلسل کرتے چلے آ رہے ہیں۔لیکن انتہائی تکلیف کے ساتھ میں اپنے اس قلق کا اظہار کرنے پر مجبور ہوں کہ اب ہمیں دستور کی بقا اور تحفظ کی بات کہنا پڑ رہی ہے اور ایک سیاسی کارکن کے طور پر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ شاید ہمارا اگلا بڑا نعرہ اور جدوجہد کا عنوان یہی ہوگا۔میری ان مقامات پر نظر ہے جہاں سے دستور کو سبوتاژ کرنے کی آوازیں اٹھ رہی ہیں اور ذہن سازی کے راستے تلاش کیے جا رہے ہیں۔دونوں طرف سے یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ان سیکولر حلقوں کی طرف سے بھی جو دستور کو قائم نہیں دیکھنا چاہتے، اور بدقسمتی سے ان حلقوں کی طرف سے بھی جو دستور کی دفعات اور اسلامی شقوں کی عملداری نہ ہونے کے حوالے سے اپنے عدمِ اطمینان کا اظہار کر کے اس جانب سے بھی دستور کی رٹ کو چیلنج کرنے کی سوچ رکھتے ہیں اور اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔مجھے دونوں طرف سے دستور کو خطرہ نظر آ رہا ہے۔اللہ میری بات غلط کرے لیکن شاید اب ہمیں قومی سطح پر بڑی جنگ دستور کے تحفظ کی لڑنی پڑے گی۔میں آپ سے احرار کے فورم پر کھڑے ہو کر عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لیے ابھی سے تیاری شروع کریں۔دستور ملک کی وحدت کی علامت، ہمارے اسلامی تشخص اور ایمانی جذبات کی علامت ہے۔خدانخواستہ کہیں سے بھی اس کو نقصان پہنچ گیا تو شاید عالمِ اسباب میں ہماری قوم دستور جیسی کسی دستاویز پر متفق نہ ہو سکے۔

ہمیں عالمی سطح پر جو دوسرا بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کی دستوری دفعات کا مسئلہ ہے، جس سے متعلق ہم سے مسلسل مطالبہ کیا جا رہا ہے۔اقوامِ متحدہ کے ادارے، یورپی یونین، آئی ایم ایف اور دیگر بین الاقوامی ادارے مطالبہ کر رہے ہیں کہ قادیانیوں کے خلاف جو دستوری اور قانونی فیصلے نافذ ہیں وہ واپس لیے جائیں، یا کم از کم غیر موثر بنائے جائیں۔عالمی سطح پر بین الاقوامی اداروں کی طرف سے ہم سے یہ مطالبہ

جاری ہے۔لیکن الحمدللہ دو مسئلے ایسے ہیں کہ جن پر قوم کسی کی بات نہیں سن رہی۔ نہ اقوام متحدہ کی بات سن رہی ہے اور نہ یورپی یونین کی بات سن رہی ہے۔ان میں سے ایک ختم نبوت کا مسئلہ ہے اور دوسرا تحفظِ ناموسِ رسالت کا مسئلہ ہے۔ میرے جیسے کارکنوں کا یہی سہارا رہ گیا ہے کہ یہ ہماری آخری دفاعی لائن ہے جس کو کوئی کراس نہیں کر پا رہا۔اللہ تعالیٰ اس دفاعی لائن کو سلامت رکھیں۔ قادیانیوں کے حوالے سے ۱۹۷۴ء کے بعد سے تسلسل کے ساتھ یہ مطالبہ جاری ہے، کئی دفعہ ان مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش بھی ہوئی ہے اور ایسے فیصلے ہوئے ہیں، لیکن آپ حضرات کی بیداری اور جرأت و حوصلہ نے ان کے سامنے رکاوٹ ڈالی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی عوامی جذبات اور دینی حمیت اور غیرت ایسی کسی بھی کوشش کی راہ میں رکاوٹ بنے گی۔

تحفظِ ناموسِ رسالت کے مسئلے پر بھی ایسی ہی صورتحال ہے اور وہی تقاضے ہیں، بلکہ اب تو ایک تقاضا اور بڑھ گیا ہے۔ پہلے یہ مطالبہ تھا کہ توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون ختم کیا جائے۔ اب اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ مطالبہ ہے کہ موت کی سزا ہی سرے سے ختم کر دی جائے۔ چاہے وہ قصاص کے طور پر ہو، یا رجم کے طور پر ہو، یا توہین رسالت کے جرم پر ہو، سرے سے موت کی سزا ہی ختم کی جائے۔ شرائط اور دباؤ کے ساتھ ہم سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے اور ہم ایک عرصے سے اس دباؤ کا شکار ہیں کہ موت کی سزا ختم کرو تو یورپی یونین کے ساتھ تجارتی معاملات صحیح ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تجارتی مراعات موت کی سزا ختم کرنے کے ساتھ مشروط ہیں، اب ہم اس مقام پر کھڑے ہیں۔

دستور ملک کی وحدت کی علامت، ہمارے اسلامی تشخص اور ایمانی جذبات کی علامت ہے۔ خدانخواستہ کہیں سے بھی اس کو نقصان پہنچ گیا تو شاید عالمِ اسباب میں ہماری قوم دستور جیسی کسی دستاویز پر متفق نہ ہو سکے

اس کے علاوہ ہمیں شروع سے ہی خاندانی نظام کا مسئلہ درپیش ہے۔ اسے مشرقی کلچر، پاکستانی کلچر، یا مسلم کلچر کہہ لیں۔ ہماری ایک تہذیب اور ثقافت چلی آ رہی ہے، ہم اس پر قائم ہیں اور اپنی تہذیب وثقافت سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ لیکن خاندانی نظام کے قوانین میں مسلسل ترامیم کے ذریعے ہمارے اس ماحول کو کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں پہلا قانون آیا تھا اور اب قوانین پر قوانین آ رہے ہیں۔ میں صرف مثال کے طور پر عرض کرنا چاہوں گا تفصیل کا موقع نہیں ہے کہ طریقہ واردات کیا ہے، قانون کا عنوان کچھ اور ہوتا ہے اور قانون کے اندر کچھ اور ہوتا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے گھریلو تشدد کے خاتمے کے عنوان سے ایک قانون منظور اور نافذ ہوا۔اس کی باقی تمام شقوں کو نظر انداز کرتے ہوئے میں صرف مثال کے طور پر ایک بات عرض کروں گا کہ گھریلو ماحول میں خاندان اور میاں بیوی کے درمیان تنازعات اور جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے جھگڑے کو ختم کرنے کا پراسیس قرآن مجید نے بیان کیا ہے ’’ان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکماً من اهله وحکماً من اهلها‘‘ قرآن پاک کہتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو یہ جھگڑا پہلے عدالتوں میں نہ لے جائیں بلکہ گھر میں بیٹھ کر اس کو حل کریں اور خاندان کے اندر اسے طے کریں۔ میاں بیوی دونوں کا ایک ایک نمائندہ بیٹھ کر اسے طے کرے۔ قرآن مجید نے جو یہ طریق کار دیا کہ میاں بیوی کا کوئی جھگڑا اور تنازعہ باہر لے جانے کی بجائے گھر کی چار دیواری میں گھر کے ماحول میں طے کیا جائے، نئے قانون کے تحت یہ سارا پراسیس ختم کر دیا گیا ہے۔ میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو اب قانونی طریق کار یہ ہے کہ بیوی ایس ایچ او کو فون کرے اور وہ اس کے خاوند کو گرفتار کر کے کڑا ڈال دے، اور اس کے بعد عدالت میں خاوند سے پوچھا جائے گا کہ جھگڑا کیا ہے؟ یوں پورے کا پورا خاندانی نظام تتر بتر کر دیا گیا ہے۔

ٹرانس جینڈر پرسن کا ایکٹ بھی ۲۰۱۸ء سے نافذ ہے۔ دوست پوچھتے ہیں کہ یہ قانون ۲۰۱۸ء میں نافذ ہوا تھا تو ابھی تک خاموشی کیوں رہی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک خاص تکنیک استعمال کی گئی ہے۔ اس بات سے آپ اندازہ کر لیں کہ یہ قانون سینیٹ اور قومی اسمبلی میں ۲۰۱۷ء میں پیش ہوا تھا، دو جماعتوں کے نمائندوں نے

جمعیۃ علماء اسلام کی نعیمہ کشور اور جماعت اسلامی کی نمائندہ عائشہ سید نے فورم پر بڑی مضبوطی سے اس قانون کی مخالفت کی تھی، لیکن یہ قانون قومی اسمبلی کے آخری سیشن میں پاس ہوا اور اس کے بعد اسمبلی تحلیل ہوگئی جس کے ساتھ ہی ملک میں الیکشن کا ہنگامہ کھڑا ہوگیا اور یہ سارا معاملہ الیکشن کے ہنگاموں کے نیچے دب گیا۔ یہ تکنیک اختیار کی گئی تاکہ کوئی بات نہ کر سکے، بعد میں اس کے پرت کھلتے گئے تو واضح ہوتا گیا کہ یہ کچھ ہوا ہے۔

اس کی مزید تفصیلات کا موقع نہیں ہے، لیکن ٹرانس جینڈر ایکٹ کیا ہے؟ مختصر عرض کروں گا کہ اس کا عنوان خواجہ سراؤں کے حقوق کا تحفظ ہے۔ خواجہ سرا قوم کا معذور طبقہ ہے جس کی تعداد پاکستان میں بہت کم ہے۔ اس کے لیے اوریجنل خواجہ سرا اور بتکلف خواجہ سرا بننے والوں کی تعداد کا تناسب دیکھنا پڑے گا۔ البتہ جو اصل خواجہ سرا ہیں، شریعت نے ان کے مسئلہ کا حل نکالا ہے کہ جس میں مرد کی علامتیں زیادہ ہوں وہ مرد شمار ہوگا، اور جس میں عورت کی علامتیں زیادہ ہوں وہ عورت شمار ہوگی۔ احکام شرعیہ میں یہ واضح طور پر موجود ہے۔ جبکہ خنثیٰ مشکل جس کی جنس کی سمجھ نہ آ رہی ہو، فقہاء نے اس کے احکام بھی ذکر کیے ہیں۔

میں نے ڈاکٹر صاحبان کی ایک مجلس میں سوال کیا کہ باقی تمام متعلقہ مسائل میں میڈیکل ٹیسٹ ہوتا ہے تو اس معاملے میں کیوں نہیں ہوتا؟ باقی بہت سی جسمانی معذوریوں کو طبی علاج کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ اس مسئلے کا سادہ سا حل ہے کہ جو چند افراد ملک میں ایسے ہیں تو اس کا میڈیکل حل نکالیں۔ مگر ہوا یہ ہے کہ چند خواجہ سراؤں کے مسئلے کو بنیاد بنا کر کہ ہم نے ان کی معذوری اور مجبوری کو حل کرنا ہے، پوری قوم کو خواجہ سرا بنانے کا پروگرام دے دیا گیا ہے۔ عنوان یہ ہے کہ ہم نے خواجہ سراؤں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے، جبکہ عملی طور پر پوری قوم کو خواجہ سرا بنانے کا ایجنڈا دے دیا گیا ہے۔ اس قانون کے مطابق ملک کا کوئی بھی مرد نادرا سے اپنے آپ کو عورت رجسٹر کروا سکتا ہے اور کوئی بھی عورت اپنے آپ کو مرد رجسٹر کروا سکتی ہے۔ جبکہ نادرا پابند ہے کہ وہ جو حلفیہ بیان دے، اس کے مطابق اسے رجسٹر کرے۔ میں نے یہ عرض کیا کہ ہمارا خاندانی نظام جسے ۱۹۶۲ء میں چھیڑنا شروع کیا گیا تھا، اسے چھیڑتے چھیڑتے اب ہم اس مقام پر آ گئے ہیں کہ مرد اور عورت کی جنس ہی مشکوک کر دی گئی ہے۔

میں نے چند قومی مسائل کا ذکر کیا ہے:

(۱) دستور پاکستان، (۲) ختم نبوت کے قوانین، (۳) ناموسِ رسالت کے تحفظ کا قانون، اور (۴) خاندانی نظام۔ اب میں اوقاف کی طرف آتا ہوں۔

انگریزوں کے دور میں جب برطانوی حکومت نے ۱۸۵۷ء میں یہاں قبضہ کیا تو اوقاف کے پرانے قوانین منسوخ کر دیے گئے تھے اور نئے قوانین نافذ کیے گئے تھے۔ اس حوالے سے یہ تاریخی حقیقت عرض کرنا چاہوں گا کہ آزادی کی جنگ علماء اور دینی جماعتوں نے لڑی تھی، لیکن اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ مسلمانوں کے تشخص کی جنگ، اوقاف کی جنگ اور مسلمانوں کے اپنے خاندانی معاملات میں شریعت کے قوانین کی جنگ سرسید احمد خان نے لڑی تھی کہ مسلمان الگ قوم ہے، جس کا اپنا تشخص ہے، اپنی تہذیب ہے جسے محفوظ رہنا چاہیے اور اردو زبان کے تحفظ اور اوقاف کی جنگ بھی انہوں نے لڑی۔ میں ریکارڈ کی بات سامنے لانا چاہوں گا کہ اس ملک میں مسلمانوں کے اوقاف مسلمانوں کے مذہبی قوانین کے دائرے میں رہنے چاہئیں، یہ لڑائی سرسید احمد خان، جسٹس امیر علی اور پھر قائد اعظم محمد علی جناح نے لڑی۔ وائسرائے کی پیروی کونسل میں قائد اعظم کی تقریر ریکارڈ پر موجود ہے کہ اوقاف کے معاملات میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے تمام معاملات شریعت کے قانون کے مطابق طے کیے جائیں۔

اس جدوجہد کے نتیجے میں انگریزوں نے ہمیں یہ حق دیا تھا کہ وقف کے مسائل اور خاندانی نظام کے مسائل اسلامی شریعت کے مطابق ہوں گے۔ انگریزوں نے تو ہمیں یہ حق دے دیا تھا لیکن آج میں بڑے دکھ کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ مذہبی آزادی اور وقف کا تحفظ جو ہمیں

ہمیں دستور کے تحفظ اور بالادستی کے لیے بیرونی مداخلت کے خاتمے اور دخل اندازی کا راستہ روکنے کے لیے بحیثیت قوم متحد ہونا ہوگا

انگریزوں نے دیا تھا اس اوقاف ایکٹ کے تحت ہم سے چھین لیا گیا ہے۔ وہ حقوق جو سر سید احمد خان، جسٹس امیر علی اور قائد اعظم مرحوم نے سیاسی جنگ لڑ کر حاصل کیے تھے کہ ہمارے اوقاف کے قوانین اور خاندانی قوانین شریعت کے مطابق ہوں گے، آج گھریلو تشدد کے خاتمے کے عنوان سے اور اوقاف ایکٹ کے حوالے سے وہ تمام مذہبی آزادیاں ہم سے سلب کر لی گئی ہیں اور ہم خاموش تماشائی ہیں۔ یہ سب ابھی ہمارے سامنے ہوا ہے۔

قومی مسائل کی فہرست تو لمبی ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ اور عرض کر دیتا ہوں۔ پاکستان بنتے ہی طے ہوا تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے اسٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے ملک کا معاشی نظام مغربی اصولوں پر نہیں ہوگا بلکہ اسلامی اصولوں پر ہوگا۔ قائد اعظم کا یہ خطاب ریکارڈ پر ہے۔ اس کے بعد ملک کے ہر دستور نے یہ وعدہ کیا کہ ہم سودی نظام سے ملک کو نجات دلائیں گے۔ ۱۹۷۳ء کے دستور نے ضمانت دی کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کم سے کم عرصے میں سودی نظام کو ختم کرے۔ پھر اسلامی نظریاتی کونسل نے سودی نظام کے تعیین اور اس کی متبادل صورتوں کا نظام مکمل کیا اور اس کے مطابق وفاقی شرعی عدالت نے سودی قوانین کے خاتمے کا فیصلہ دیا، متبادل قوانین دیے اور پورا سسٹم دیا۔ اس کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس فیصلے کی تائید کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا کہ سود کو ختم کیا جائے۔ لیکن اس کے بعد نظر ثانی کی اپیل ہوئی اور فیصلہ دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں چلا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے انیس سال کے بعد فیصلہ دیا کہ وہ فیصلہ ٹھیک تھا اور حکومت سے کہا کہ سودی نظام ختم کرو۔

لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد کے لیے موجودہ وزیراعظم نے ٹاسک فورس قائم کی ہے مگر بڑے تعجب سے یہ بات کہوں گا اور میں نے ٹاسک فورس کے ایک اہم ادارے کے بارے میں لکھا کہ جناب! آپ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد کی ٹاسک فورس کا حصہ بھی ہیں اور آپ نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر کے سٹے آرڈر بھی لے لیا ہے۔ ادھر عملدرآمد کی میز پر بیٹھے ہیں اور ادھر عدالت میں سٹے لے کر کھڑے ہیں، یہ کیا تضاد ہے؟ جس سے اب پھر دوبارہ غیر معینہ مدت کے لیے سود کا معاملہ سرد خانے میں چلا گیا ہے۔

یہ میں نے چند مسائل کی ایک جھلک عرض کی ہے۔ باقی مسائل کی فہرست کو چھوڑتے ہوئے اب یہ عرض کروں گا کہ ان مسائل کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ ایک مذہبی اور سیاسی کارکن کے طور پر میں اس کی جو وجہ سمجھتا ہوں وہ عرض کرتا ہوں:

پہلی بات یہ ہے کہ بحیثیت قوم ہمارے قومی ادارے، اور کسی استثنا کے بغیر ہمارے تمام ریاستی ادارے نہ اسلام کے نظام میں سنجیدہ ہیں، نہ سودی نظام کے خاتمے میں، اور نہ ہی قومی خودمختاری کے حصول میں۔ انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ سب ایڈہاک ازم اور ڈنگ ٹپاؤ کی پالیسی پر چل رہے ہیں کہ کسی طرح وقت گزارو۔ ان تمام مسائل کی پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ریاستی ادارے ان معاملات میں سیریس نہیں ہیں، ہماری سنجیدگی کا حال یہ ہے کہ ہم ٹاسک فورس میں بھی بیٹھے ہیں اور سٹے آرڈر کی اپیل میں بھی کھڑے ہیں۔

ان مسائل کی دوسری اور اصل وجہ بیرونی مداخلت ہے۔ ہم نے جتنے بھی اس طرح کے کام کیے ہیں سب بیرونی مداخلت پر کیے ہیں۔ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کرنے کے لیے اندر سے آواز نہیں آئی بلکہ باہر سے آواز آ رہی ہے، بیرونی دباؤ ہے۔ ناموسِ رسالت کے قانون کو جس خطرے کا سامنا ہے وہ اندر سے ہے یا باہر سے ہے؟ خاندانی نظام کے حوالے سے جو قوانین بنائے گئے ہیں، یہ ہم نے طے کیے ہیں یا باہر سے آئے ہیں؟ اوقاف کے قوانین ہم نے بنائے ہیں یا باہر سے آئے ہیں؟ گھریلو تشدد کا قانون بھی بیرونی ادارے نے بھیجا ہے، اور اسٹیٹ بینک کو بیرونی نگرانی میں دینے کا قانون آئی ایم ایف نے بھیجا ہے۔ یہ مسلسل بیرونی مداخلت ہے جو ہمارے قوانین کا حلیہ بگاڑ رہی ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ اب ہمیں ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے بڑی جنگ بیرونی مداخلت کے خلاف لڑنی ہوگی کہ ملک کی قانون سازی بیرونی مداخلت سے پاک ہونی چاہیے، ورنہ دستور کی بالادستی بھی سوالیہ نشان ہے اور ملک کی خودمختاری بھی سوالیہ نشان ہے۔ ہمیں دستور کے تحفظ اور بالادستی کے لیے بیرونی مداخلت کے خاتمے اور دخل اندازی کا راستہ روکنے کے لیے بحیثیت قوم متحد ہونا ہوگا اور تمام طبقات، تمام جماعتوں اور تمام اداروں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، ورنہ خدانخواستہ یہ نئی ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' سب کچھ بہا کر لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

☆☆......................☆☆

مہنگائی کے موجودہ حالات اور

قدرتی وسائل میں اسراف کا رویہ

خطاب: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ترتیب: مولانا ابومعاذ راشد حسین

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سیّدنا و مولانا محمد خاتم النبیین و امام المرسلین وعلٰی آلہ واصحابہٖ اجمعین، وعلٰی کل من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین، اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ: ’’کلوا واشربو ولا تسرفوا‘‘ (الاعراف:۳۱) ’’کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کھانے پینے کی جو چیزیں حلال کی ہیں، وہ تمہیں کھانے کی بھی اجازت ہے اور پینے کی بھی اجازت ہے، لہٰذا اپنے آپ کو بلاوجہ مشقت میں ڈالنا کہ آدمی کھانے پینے سے پرہیز کرے، اس کا شریعت نے ہمیں حکم نہیں دیا۔ بعض مذاہب ایسے ہیں جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان اپنے نفس کی خواہشات کو بالکل ہی ختم نہ کردے، چنانچہ ان کے یہاں بھوکا رہنا مستقل ضروری ہے اور انسان کی عبادت کا ایک حصہ یہ ہے کہ انسان بھوکا رہے۔

لیکن ہمارے دین اسلام میں سوائے روزے کی عبادت کے (جس میں صبح سے لے کے شام تک اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے سے رکنے کا حکم دیا ہے) عام حالات میں کھانے پینے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی گئی ہے اور یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھوک کی انتہائی حالت میں ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر کچھ کھائے گا نہیں تو مرجائے گا تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے بقدرِ ضرورت کوئی حرام چیز کھانے کی بھی اجازت دے دی ہے۔ فرض کرو اگر کوئی انسان بھوکا ہے اور اسے کھانے کے لئے (معاذ اللہ) سوائے خنزیر کے کوئی اور چیز نہیں مل رہی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے خنزیر کھانے کی بھی اجازت دی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر ایسی مشقت ڈالنا نہیں چاہتے جو ہماری وسعت سے باہر ہو۔

قرآن کریم نے کئی جگہ ارشاد فرمایا کہ ’’لایکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا‘‘ (البقرہ:۲۸۶) ’’اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ کام کا مکلّف نہیں کرتا، یعنی ان پر کوئی ایسا کام لازم نہیں کرتا جو اس کی وسعت سے باہر ہو۔ یہ دین فطرت ہے اس واسطے جو ہماری جائز ضروریات یا جائز خواہشات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ہمارے دین میں پوری رعایت رکھی ہے، چنانچہ اس لئے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو۔ دونوں باتوں کی اجازت دی ہے بس اتنا خیال رکھو کہ جو کھا رہے ہو، وہ حلال ہو اور جو پی رہے ہو وہ بھی حلال ہو، پھر کھانا بھی جائز اور پینا بھی جائز بلکہ اگر اچھی نیت سے کھایا پیا جائے، مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، میں کھا کے اس کا شکر ادا کروں گا اور اپنے نفس کا حق ادا کروں گا تو اس نیت سے کھانا پینا عبادت بھی بن جائے گا اور اجر وثواب کا سبب بھی بن جائے گا۔

اسراف اور فضول خرچی کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ آگے ایک اور لفظ ارشاد فرمادیا کہ ’’ولا تسرفوا‘‘ یعنی اسراف اور فضول خرچی نہ کرو، ’’انہ لایحب المسرفین‘‘ (الاعراف:۳۱) ’’اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو بے کار ضائع کرنا اسراف ہے اور قرآن کریم نے صاف لفظوں میں اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ’’جو ایسا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بالکل پسند نہیں کرتے۔‘‘ کھانے میں اسراف یہ ہے کہ جتنی واقعی انسان کو ضرورت ہے اس سے زیادہ کھائے یا اپنے پیٹ پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے کہ جو بیماری کا سبب بن جائے، یہ بھی اسراف ہے۔ اسی طرح جب آدمی کھانا کھا رہا ہو تو اس میں بھی یہ خیال رکھے کہ جتنا میں کھا سکتا ہوں، اپنے کھانے کے لئے اتنا ہی میں نکالوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اکٹھا بہت سا کھانا نکال لیا اور اس میں سے صرف تھوڑا سا کھایا اور اس کے بعد جو باقی بچ گیا، وہ پھینک دیا یا بے کار کردیا یہ بھی اسراف ہے۔

دعوتوں میں کھانے کا ضیاع اور آپ ﷺ کی تعلیم:

آج کل ہماری تقریبات میں جو دعوتیں ہوتی ہیں، ان میں کھانا ضائع ہونے کا رواج عام ہے۔ آج کل دعوتوں میں جو بوفے سسٹم نکلا ہے، یعنی جس میں بڑے بڑے برتنوں میں کھانا رکھا ہوتا ہے اور ہر آدمی ان میں سے خود جاکر کھانا نکالتا ہے تو بکثرت ایسا ہوتا ہے ایک آدمی نے اکٹھے ہی بہت سارا کھانا نکال کے اپنے سامنے رکھ لیا اور پھر پورا کھانہیں سکا، لہٰذا جو باقی بچ گیا وہ بے کار ضائع ہوگیا، حالانکہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کا رزق ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا ہے، اس کو یوں بے کار چھوڑ دینا اور ضائع کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، اگر یہ ناشکری بڑھتی چلی جائے تو اس کا عذاب یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو رزق سے محروم کردیں۔ اس واسطے کھانے کے وقت میں بھی آدمی کو اس بات کا لحاظ رکھنا شرعاً ضروری ہے کہ وہ اتنا کھانا نکالے جتنا وہ کھاسکتا ہو اور اگر فرض کرو کچھ باقی بچ جائے تو اس کو اس طرح بچائے کہ وہ بے کار ضائع نہ ہو، اس کو پھینکنا نہ پڑے، بلکہ وہ کسی کے کام آجائے، اگر انسان کے نہیں تو کسی جانور کے کام آجائے، لیکن ضائع نہ ہو۔

پچھلے زمانے میں عام طریقہ یہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی کہ بعض اوقات کچھ بڑا سا تھال ہوتا تھا۔ اس کے اندر سالن یا روٹی جو کچھ بھی ہوتا، سب مل کر اس میں سے کھاتے تھے، خود ہمارے ہاں بھی عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اب بھی بہت سی جگہوں پر یہ طریقہ رائج ہے۔ اگر اس طرح اکٹھے مل کر کھا رہے ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع کے لئے یہ تعلیم دی کہ ’’کل مما یلیک‘‘ (صحیح البخاری:۵۳۷۶) کھانا وہاں سے کھاؤ جو تمہارے بالکل سامنے ہے، تاکہ ہر اک آدمی اپنے حصے کا کھانا کھائے اور باقی بھی نہ بچے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ ’’کل مما یلیک‘‘ اپنے سامنے جو کھانا ہے وہ کھاؤ اور باقی دوسرے لوگوں کے لئے چھوڑ دو کہ وہ اپنے سامنے سے کھائیں۔ ایک تو مقصود یہ تھا کہ کھانا سب کو برابر برابر ملے اور دوسرا یہ کہ کھانا ضائع نہ ہو۔ اسی طرح آدمی کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ اگر دسترخوان پر پانچ آدمی بیٹھے ہیں اور بیچ میں کسی برتن کے اندر کھانا رکھا ہوا ہے اور ہر ایک آدمی اپنا اپنا نکال رہا ہے تو جب اپنے لئے نکالے تو یہ خیال بھی کرے کہ چار آدمی اور بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ سارا اپنے برتن کے اندر انڈیل لیا اور دوسروں کو محروم کردیا۔ آدمی کو یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر مشترک طور پر کھا رہے ہیں تو سب حق دار ہیں، لہٰذا دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے اپنے لئے نکالا جائے اور تاکہ دوسروں کے لئے بھی کافی ہوجائے۔

مہنگائی کا دور دورہ اور کھانے میں اسراف کا نقصان:

آج اگر ہم اپنے معاشرے میں دیکھیں تو مہنگائی، مہنگائی کا تو بہت شور ہے اور واقعتاً مہنگائی ہے بھی سہی (اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور فرمادے) لیکن اس مہنگائی کے دور میں بھی جاکر دیکھو کہ شادی کی تقریبات میں اور ہوٹلوں میں جو کھانا بچتا ہے اور پھینک دیا جاتا ہے، وہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسانوں کی خوراک کا بندوبست ہوسکتا ہے۔ بڑی بڑی دعوتوں میں اور بڑے بڑے ہوٹلوں کے اندر جو کھانے پکتے ہیں، ان میں یہی ہوتا ہے کہ کھانا زیادہ پکالیا، زیادہ رکھ دیا لیکن اتنا کھایا نہیں گیا تو جو باقی بچا وہ کچرے میں پھینک دیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رزق کی بے حرمتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رزق میں فضول خرچی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے، یہ اسراف ہے جو کہ بہت خطرناک گناہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رزق کی ناشکری کے نتیجے میں پورا معاشرہ بے برکتی کا شکار ہوتا ہے اور اس سے پورے معاشرے کو نقصان پہنچتا ہے۔

بجلی اور گیس کے استعمال میں اسراف کا رویہ:

اب آج کل پانی کی قلت ہے، بجلی کی قلت ہے، گیس کی قلت ہے، اس قلت کے کیا اسباب ہیں؟ اگر غور کیا جائے تو ان میں سے ایک بڑا سبب اسراف ہے۔ پانی، بجلی، گیس کی یہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں، اگر ہم ان کو صحیح طریقے سے سنت کے مطابق استعمال کریں تو اس کمی کی کافی حد تک تلافی ہوسکتی ہے۔ اب آج کے ماحول میں خاص طور پر بجلی کا معاملہ ہے، بجلی کی پیداوار پہلے ہی ملک میں کم ہے اور پھر اس کے استعمال میں کوئی احتیاط نہیں برتی جاتی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ضرورت کے وقت لائٹ پنکھا چلالیا جائے اور جب ضرورت نہ ہو تو بند رکھا اور بلاوجہ استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح گیس کا معاملہ ہے، ایک زمانے میں، میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب ہمارے ملک میں گیس کی فراوانی تھی اور خود ہمارے ملک میں پیدا ہوتی تھی تو اس وقت چونکہ بل ایک جیسا آتا تھا، تو لوگ یہ کرتے تھے کہ چولہے کو جلتا ہی چھوڑ دیا کرتے تھے تاکہ اگر دوبارہ ضرورت پڑے تو ہمیں چولہا جلا ہوا ہی ملے اور ماچس کی

ایک تیلی خرچ کرنے کی زحمت نہ کرنی پڑے، چنانچہ ماچس کی ایک تیلی بچانے کے لئے قوم کی اتنی بڑی قیمتی دولت جلتی ہوئی چھوڑ دی۔ یہ گھروں میں عام رواج تھا، چنانچہ آج ہم اس کا عذاب بھگت رہے ہیں کہ گیس کی قلت ہوگئی ہے اور اب باہر سے درآمد کروانی پڑ رہی ہے۔ اس اسراف کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے محروم ہورہے ہیں۔

پانی میں اسراف اور آپ ﷺ کی تعلیم:

بے شمار جگہوں پر پانی کا اسراف اتنا زیادہ ہورہا ہے کہ جس کی وجہ سے پانی کی قلت ہورہی ہے۔ اگرچہ پانی کی قلت دور کرنا حکومت کے ان ذمہ داروں کا کام ہے، جنہوں نے لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہوئی ہے، ان کا کام ہے کہ وہ پانی وافر مقدار میں پہنچائیں، یہ بات میرے اور آپ کے بس کی نہیں ہے کہ پانی زیادہ آئے لیکن میرے اور آپ کے بس میں اتنا ضرور ہے کہ ہم پانی صرف ضرورت کے تحت استعمال کریں اور صرف اتنا استعمال کریں جتنا ہمیں ضرورت ہے، اس سے زیادہ استعمال نہ کریں اور پانی کو بلاوجہ نہ بہائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے تھے کہ وضو کے اندر پانی کم استعمال کرو، زیادہ استعمال نہ کرو۔ یہاں تک فرمایا کہ پانی میں اسراف سے بچو، ’’وان کنت علی نهر جار‘‘ (سنن ابن ماجہ، ۴۲۵) ’’اگرچہ تم بہتے دریا کے پاس بھی کھڑے ہو‘‘ یعنی پانی کی بے شمار فراوانی ہے، دریا بہہ رہا ہے، پانی کی کوئی کمی نہیں ہے، پھر بھی زیادہ پانی استعمال کرنے سے بچو، پانی میں اسراف اور پانی میں فضول خرچی سے بچو۔ اب یہاں دریا کا کنارہ تو کیا ہوتا؟ پانی کی ویسے ہی قلت ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وضو کے دوران نل تیز اور پریشر کے ساتھ کھول دیا، صرف کلی کرنے کے لئے اتنا زیادہ پانی کھول دیا کہ پانی بہہ رہا ہے، ضائع ہورہا ہے اور کوئی خیال نہیں، حالانکہ کلی کے لئے تو بہت تھوڑا پانی چاہئے۔ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ نل بند کرکے کلی کرے، پھر دوبارہ کھول لے اور پھر بند کردے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ نل کھول دیا تو کھلا پڑا رہا۔ یہ اسراف ہے جو نہ صرف یہ کہ سنت کے خلاف ہے، بلکہ ایسا عمل کرنا ناجائز بھی ہے۔

پانی کم ہونے کی صورت میں احتیاط سے استعمال کا ایک ذاتی تجربہ:

جب پانی آرہا ہوتا ہے تو ہم بے دریغ بہاتے چلے جاتے ہیں، لیکن جب کم ہوتا ہے تو خودبخود اسی حساب سے اور کفایت شعاری کے ساتھ ساری ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ مجھے ایک مرتبہ اس بات کا سبق اس طرح ملا کہ ہم حج پر گئے ہوئے تھے اور مزدلفہ میں رات گزارنی تھی۔ حج کرنے والے کو مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں پڑھنی ہوتی ہیں، لیکن ٹریفک جام ہوتا ہے اور آدمی کے لئے پہنچنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ہم رات گئے بہت دیر تک پتھریلی زمینوں کے اندر کئی میل تک پیدل چل چل کر رات کے آخری حصے میں کہیں جاکر پہنچے۔ اب اس وقت وضو بھی کرنا اور مغرب بھی پڑھنی اور عشاء بھی پڑھنی اور تھوڑی دیر بعد فجر بھی ہونے والی تھی، جبکہ پانی کا انتظام تھا نہیں، اب ایسے میں مشکل سے کہیں سے پانی کی ایک چھوٹی بوتل مل گئی تو اس پانی کی ایک بوتل سے ہم دو آدمیوں نے وضو کیا، بوتل سے تھوڑا نکالا، اس کو ہاتھ پر ملا، پھر تھوڑا سا لے کر ایک مرتبہ کلی کرلی، تھوڑا سے ایک مرتبہ ناک میں پانی دے لیا، پھر تھوڑا سا لے کر منہ دھولیا، ہاتھ دھوئے، مسح کرلیا اور پھر تھوڑے سے پانی سے پاؤں دھولیئے تو اس طرح ایک بوتل سے دو آدمیوں کا وضو ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے احتیاط کے ساتھ وضو بھی کروا دیا اور پھر نمازیں بھی ادا کرادیں تو اس سے مجھے یہ سبق ملا کہ وضو اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے۔ عام حالات میں ایک بوتل پانی سے دو آدمی نہ سہی لیکن کم از کم ایک آدمی تو کرلے۔ لہٰذا جب ہم وضو کرتے ہیں تو اس بات کا اہتمام کرلیں اور یہ سمجھیں کہ پانی اتنا ہی ہے، اس سے زیادہ ہے ہی نہیں تو پھر جب انسان وضو کرے گا تو اتنا ہی پانی استعمال کرے گا جتنی اس کی ضرورت ہے اور بلاوجہ پانی کو ضائع نہیں کرے گا۔

وضو اور غسل کے پانی کی مقدار میں آپ ﷺ کی سنت:

جب تھوڑے سے پانی سے کام چل سکتا ہے تو زیادہ پانی بہانے یا ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ ایک مُد چھوٹا سا پیمانہ ہوتا تھا اور اس میں تقریباً ایک سیر کے قریب پانی آتا ہے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد سے وضو فرمالیا کرتے تھے تو کیا ہمیں وضو کرنے کے لئے پورا مٹکا چاہئے کہ جب ہم ٹوٹی کھولیں تو پانی بہتا ہی چلا جائے؟ کسی کو پروا نہیں ہوتی کہ کتنا ضائع ہورہا ہے، اس کی طرف توجہ نہیں، لوگ اسے دین کا حصہ نہیں سمجھتے، یہ نہیں سمجھتے کہ پانی کا غلط استعمال گناہ ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک

صاع سے غسل فرماتے تھے۔ایک صاع پیمانہ ہوتا تھا جس میں موجودہ حساب سے ساڑھے تین سیر پانی آتا تھا۔بس ساڑھے تین سیر پانی سے پورا غسل ہوجاتا تھا۔اس میں جسم کو ملنا بھی شامل ہے اور تین مرتبہ اپنے پورے جسم پر پانی بہانا بھی شامل ہے۔اب آج کل (شاور) فوارے آگئے ہیں تو نہانے کے لئے بے تحاشا (شاور) فوارا کھول دیا جاتا ہے اور پانی بے انتہا ضائع ہورہا ہے۔ٹھیک ہے فوارا ایک ضرورت کی چیز ہے کہ آدمی اس سے سہولت سے نہالیتا ہے، لیکن کیا ضروری ہے کہ اتنے پریشر سے کھولا جائے کہ پانی بہتا چلا جائے، اس کو ہلکے پریشر کے ساتھ بھی کھولا جاسکتا ہے کہ جس سے پورا جسم بھیگ جائے اور جو مقصد ہے وہ حاصل ہوجائے اور جب صابن لگانا ہو یا کسی وجہ سے پانی استعمال نہ ہورہا ہو تو اس وقت اس کو پوری طرح بند رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اسراف سے بچنا دین کا ایک اہم شعبہ ہے:

خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جو بھی نعمت ہے، چاہے وہ کھانے کی ہو، پینے کی ہو یا دیگر قدرتی وسائل کی ہو، ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر احتیاط کے ساتھ اور کفایت کے ساتھ اس کو استعمال کرنا چاہیے اور یہ بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے اور اس کے اوپر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آج ہم کتنے مصائب کا شکار ہیں، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے ہر عمل کے اندر قرآن کریم کے ان الفاظ ’’ولا تسرفوا‘‘ یعنی فضول خرچی نہ کرو، کو ہر وقت مدنظر رکھے اور فضول خرچی سے بچتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔☆☆☆

استاذِ محترم حضرت مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ

راقم نے کریمانام حق سے جامی، ہدایہ اولین تک مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں تعلیم حاصل کی، جن اساتذہ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ان کا تفصیلی تذکرہ پہلے آچکا ہے۔

۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا، جن اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ان میں ایک استاذ کریم حضرت مولانا منظور احمدؒ بھی تھے۔حضرت والا سے ہدایہ ثالثہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔حضرت الاستاذؒ نے اکثر وبیشتر کتب جھوک وینس میں فاضل دیوبند مولانا محمد امیرؒ سے پڑھیں جو اس زمانہ میں فنون کے ماہرین میں شمار ہوتے تھے۔۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء جامعہ خیر المدارس ملتان میں دورۂ حدیث کیا اور درجہ علیا میں کامیابی حاصل کی۔جامعہ میں آپ نے بانی جامعہ خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ (بعد میں شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال) جیسے اساتذہ حدیث سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔فراغت کے بعد بانیٔ جامعہ کے حکم سے جامعہ اشرفیہ حافظ آباد میں پانچ سال، مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن فیصل آباد میں پانچ سال اور ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء سے تاحیات خیر المدارس ملتان میں استاذ اور بانیٔ جامعہ کے حکم سے امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

راقم نے ایک سال ان سے فقہ کی معروف کتاب ہدایہ ثالثہ پڑھی۔آپ اگرچہ مزاجاً سخت تھے، ڈانٹ ڈپٹ کے وقت بھی مولوی صاحب کہہ کر مثلاً مولوی صاحب! کان پکڑ لیجئے۔قاری صاحب! آپ نے مطالعہ نہیں کیا، سبق یاد نہیں کیا، کھڑے ہوجایئے۔سبق کے دورانیہ سے ہٹ کر طلبہ سے بہت شفقت سے پیش آتے۔ہمارے والے سال طلبہ کے لئے کسی مخیّر نے جوتیاں بھجوائیں۔اس زمانے میں چمڑے کی سادہ جوتی ہوتی تھی۔مجھے بھی ملیں، میں نے صف کے آخر میں رکھ دی۔استاذ محترم دیکھ رہے تھے، بلاکر فرمایا کہ: مولوی صاحب! جوتیاں آپ کی ہیں؟ راقم نے ہاں میں جواب دیا۔فرمایا: ’’النعلین تحت العینین‘‘...جوتے آنکھوں کے سامنے...راقم نے مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف جامعہ باب العلوم کہروڑپکا سے کیا۔بعد ازاں مجلس کے شعبۂ تبلیغ سے وابستگی کے دوران بھی استاذِ محترم کی خدمت میں حاضری ہوتی، بہت ہی شفقت سے پیش آتے۔

راقم نے ’’خطباتِ ختم نبوت‘‘ چار جلدیں مرتب کیں۔ایک مرتبہ جب آپ پرانی رہائش گاہ میں تھے۔راقم حاضر ہوا تو سرہانے ’’خطباتِ ختم نبوت‘‘ رکھی ہوئی تھی۔فرمایا: سونے سے پہلے کم از کم دس صفحات پڑھ کر سوتا ہوں، مٹھائی اور چائے سے تواضع کی۔

راقم نے اجازت لیتے ہوئے دعا کی درخواست کی، تو فرمانے لگے: ہم کسی کو بتلاتے نہیں لیکن سب سے زیادہ دعائیں ختم نبوت والوں کے لئے کرتے ہیں۔ان شاء اللہ العزیز! ان کی دعائیں ہر وقت ہمارے لئے شرور وفتن سے حصار کئے رکھتی ہیں۔استاذ محترم نے ۳؍جولائی ۲۰۲۰ء کو اس دنیا سے رحلت فرمائی۔اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سب سے عظیم مذہب اسلام ہے ہمارا

سب سے عظیم مذہب اسلام ہے ہمارا
کہتے ہیں جس کو مسلم وہ نام ہے ہمارا

آنکھوں کا نور ہے وہ دل کا سرور ہے وہ
اس کے ہی دم قدم سے آرام ہے ہمارا

وردِ زباں ہمارے ہے لا الٰہ الا اللّٰہ
سارے جہاں کو بس یہ پیغام ہے ہمارا

آتش کدوں کو ہم نے اک گلستان بنایا
مردہ جہاں پہ اتنا انعام ہے ہمارا

نجد و حجاز و سوڈاں' ترکی عراق و اردن
مصر و یمن ہمارے اور شام ہے ہمارا

کیا روس کیا بخارا کیا ہند و چین روما
نقشِ قدم ہویدا ہر گام ہے ہمارا

چاہے جہاں رہیں ہم چاہے جسے اٹھائیں
ہر بزم ہے ہماری ہر جام ہے ہمارا

کس کی مجال و جرأت نام و نشاں مٹائے
کندہ ہر ایک ذرہ پر نام ہے ہمارا

سیکھا نہیں ہے ڈرنا اہل غرور سن لے
ایمان اور یقیں پر انجام ہے ہمارا

ہر جان و مال دل سے اسلام پر فدا ہیں
دل سے عزیز ہم کو اسلام ہے ہمارا

مولانا سیّد محمد ثانی حسنیؒ

کفر سے اسلام تک

ڈاکٹر عامر منیر (سابقہ قادیانی مربی)

اللہ تعالیٰ کا آپ لوگوں پر بے حد کرم فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام جیسی عظیم دولت اور نعمت والدین کی گود سے عطا کردی ہی، اپنی اس نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور جو زندگی باقی ہے وہ قرآن وسنت کے مطابق گزارنے کا عہد کریں۔

تعارف اور خاندانی پس منظر:

میرا نام عامر منیر ولد عبدالباسط ہے، میرا تعلق قادیانی، مرزائی خاندان سے تھا، مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں میرا خاندان ۱۹۰۷ء میں قادیانی ہوا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی اور رسول مان کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق توڑ بیٹھا، یوں میرے خاندان میں قادیانیت کا ناسور پیدا ہوا اور یہ تاریخ قادیانیت کی میرے خاندان کے ساتھ وابستہ رہی۔ ۱۹۴۸ء میں جب چناب نگر ربوہ آباد ہوا تو میرا خاندان بھی باقی قادیانیوں کے ساتھ چناب نگر میں آباد ہوا۔

نوٹ...... میرا خاندان قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے صحابی لوگوں میں سے ہے۔ (العیاذ باللہ!)

ابتدائی تعلیم وتربیت:

میری پیدائش سے قبل ہی مجھے میرے والدین نے قادیانی جماعت کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد قادیانیوں کے مدرسہ جامعہ احمدیہ چناب نگر ربوہ میں قادیانی عالم کا کورس کرنے کے لئے داخلہ کروادیا گیا۔ وہاں پرے سال قادیانی درس نظامی کیا اور ۲۰۱۱ء میں قادیانیت کی تبلیغ کا عزم لے کر میدانِ عمل میں آ گیا اور قادیانیت کے مختلف پلیٹ فارم سے تبلیغ کرنے لگا۔ فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، وہاڑی، سندھ اور مختلف شہروں میں مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول نکال کر مرزا قادیانی کی محبت پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی، یہی مشن تھا کہ پوری انسانیت مرزا قادیانی کو اپنا نبی اور رسول مان لے۔ اسی عزم کو لے کر افریقا کے جنگلوں میں گیا اور ۲۰۱۶ء قادیان انڈیا میں جہاں مرزا قادیانی پیدا ہوا تھا، وہاں بھی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ DHMS یعنی ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے طور پر بھی قادیانیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ تقریباً۷ سال کا عرصہ بطور قادیانی مربی (قادیانی مبلغ) کام کیا۔

اسلام قبول کرنے کی وجوہات:

میرے اسلام قبول کرنے میں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی شامل حال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے نواز دیا۔ اس کے بعد جو وجہ میرے قبولِ اسلام کی بنی وہ میرا ذاتی مطالعہ اور مرزا قادیانی اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام میں تقابل کرنا تھا، کیونکہ جب میں قادیان انڈیا میں تھا تو کئی بار مرزا قادیانی کی قبر پر جانے کا اتفاق ہوا تو اس کی قبر سے بدبو کا آنا میرے لئے شکوک وشبہات کا موجب بنا کہ اللہ کے سچے نبیوں کی زندگی بڑی پاکیزہ ہوتی ہے، اس سے قبل میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا تھا، اس کے بعد جب مطالعہ کرنا شروع کیا تو میری زندگی کے دن رات بدلنا شروع ہوگئے اور جب میں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ پڑھا کہ وہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو بطور عطر کے استعمال کے لئے ایک ڈبی میں جمع کررہی تھی تو میں نے اپنے والد صاحب کے سامنے ذکر کیا جو اس وقت قادیان میں جج کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے کہ اللہ کے نبی تو وہ تھے جن کے پسینے سے خوشبو آتی تھی اور مرزا قادیانی کی قبر سے بدبو آتی ہے۔ تو یہ اللہ کا نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کے بعد مجھے قادیانیت اور اسلام کے عنوان پر تقابلی جائزہ کرنے کا موقع ملا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قادیانیت اسلام نہیں ہے، بلکہ اسلام کے مخالف ایک یہودی سازش کا شاہکار ہے۔

قبولِ اسلام کے بعد کی مشکلات:

میں نے جب ۲۰۱۷ء میں چناب نگر ربوہ میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو پوری قادیانیت، میرے والدین اور قریبی رشتہ دار سب مخالف ہوگئے اور جان لینے کے در پر ہوگئے، جس کے بعد مجھے قادیانیوں نے اپنے جیل خانے میں قید کردیا، جہاں پر مختلف ظلم وستم کئے جانے لگے۔ والدین کی طرف سے ایک ہی مطالبہ تھا کہ تم دوبارہ مرزا قادیانی کو نبی مان لو، ہم یہاں سے تمہیں آزاد کروادیں گے۔ جس پر میں نے کافروں کی جیل میں والدین کو مخاطب کرکے کہا: میں مر تو سکتا ہوں، لیکن اسلام چھوڑ نہیں سکتا۔ اور اللہ کے سچے نبی سے بے وفائی نہیں کرسکتا۔ اللہ کی قدرت نے وہاں سے نکالنے کے اسباب پیدا فرمائے اور مجھے چناب نگر سے نکال دیا گیا، لیکن یہ سب کچھ میرے اسلام میں مضبوطی اور استقامت کا موجب بن گیا۔ آج تقریباً ۵ سال ہونے کو ہیں میں اپنے والدین، رشتہ دار، بہن بھائیوں سب سے دور اپنے علاقے سے بھی دور رہ رہا ہوں، اس کی ایک ہی وجہ ہے میرا قبولِ اسلام۔ مگر ان شاء اللہ! یہ سب مشکلات مجھے اسلام سے دور نہیں کرسکتیں بلکہ میرے ایمان میں مضبوطی کا سبب بنتی جارہی ہیں کہ اسلام قربانیوں کا ہی تو نام ہے، سیّدنا حضرت بلالؓ نے بھی تپتے ہوئے پتھروں پر لیٹ جانا گوارا کرلیا مگر اسلام نہ چھوڑا۔

اللہ کا ایک عظیم انعام:

جب میں نے اسلام قبول کیا تو قادیانیوں کے ظلم وتشدد کی وجہ سے میری دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، جس کو قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل قرار دیا اور کہنے لگے: اللہ کے نبی کا انکار کرنے پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوا ہے۔ تمام ڈاکٹرز کی طرف سے بھی مجھے جواب دے دیا گیا تھا کہ اب تمہاری آنکھوں کی بینائی کی واپسی ممکن نہیں ہے، کیونکہ تمہیں بہت سخت قسم کے زہر دیئے گئے ہیں، لیکن مجھے اللہ کی ذات پر کامل یقین تھا کہ وہ مجھے کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ رمضان المبارک میں ۲۳/ رمضان کی رات کو سونے کی حالت میں تھا کہ میرے سر میں بہت سخت قسم کا درد محسوس ہوا، جس سے میں بیدار ہوا تو الحمدللہ! دونوں آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ چکی تھی۔ (الحمدللہ رب العالمین)

تحدیث نعمت کے طور پر یہ بتاتا چلوں کہ دو مرتبہ اللہ کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوچکی ہے۔

میری زندگی کا مقصد:

اسلام قبول کرنے سے پہلے میری زندگی کے شب وروز قادیانیت کی تبلیغ کے لئے وقف تھے، لیکن اب ان شاء اللہ! میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ دعوت وتبلیغ سے جس طرح میں سادہ مسلمانوں کو قادیانی، مرزائی بناتا تھا، اب غیر مسلم لوگوں کو دائرہ اسلام میں لانے کی جدوجہد، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور امت مسلمہ کے اندر ایک شعور بیدار کرنا ہے اور اپنی نوجوان نسل کو مختلف فتنوں سے خصوصاً فتنہ قادیانیت، مرزائیت سے آگاہ کرنا ہے اور الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے اس وقت تک تقریباً ۴۸ خاندانوں کو اسلام قبول کرواچکا ہوں۔ الحمدللہ!

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت:

عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، جس کے متعلق اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں تقریباً ۱۰۰ کے قریب آیات نازل فرمائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کے متعلق تقریباً ۲۱۰ احادیث مبارکہ ارشاد فرمائی ہیں۔ اس کے بعد اگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی زندگی کو دیکھیں تو جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ نے اس کے خلاف جنگ یمامہ لڑی۔ اس سے پہلے اسلام کی خاطر جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں تھیں ان میں جن صحابہ کرامؓ نے شہادت نوش فرمائی تھی ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین سو تک ہے، لیکن ختم نبوت کے لئے جو جنگ یمامہ لڑی گئی، اس میں شہدأ کی تقریباً ۱۲۰۰ کے قریب تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس کے بعد بھی جس جس دور میں کسی کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اس دور کے مسلمانوں نے اس فتنے کے خلاف بھرپور کام کیا۔ اسی طرح جب برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا تو مسلمانوں نے نہ صرف اس کو جھوٹا ثابت کیا بلکہ دن رات ایک کرکے اس فتنے کے خلاف کام کیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمان شہید بھی ہوئے، بہت سارے علماء کرام پر مقدمے بھی چلے، جس کے بعد قید وبند کی مشکلات کو بھی برداشت کرنا پڑا، لیکن ختم نبوت کے عقیدے پر ذرہ برابر آنچ نہیں آنے دی۔

☆☆..........................☆☆

کارٹون بینی، ویڈیو گیم اور مسلمان بچے

دوسری قسط

مولانا مفتی محمد شہزاد شیخ مدظلہ

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے بارے میں چونکہ بہت کچھ لکھا جاچکا ہے، اس لئے یہاں صرف ٹی وی اور انٹرنیٹ کی چند ذیلی شاخوں یعنی کارٹون اور ویڈیو گیم کے مفاسد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

کارٹون:

بظاہر بے ضرر نظر آنے والے کارٹون اپنے اندر فساد عظیم لئے ہوئے ہیں، والدین یہ سوچ کر کہ بچہ کارٹون ہی تو دیکھ رہا ہے کسی قسم کی پروا نہیں کرتے۔ ذیل میں کارٹون کی چند خرابیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے، ذرا غور کرنے سے ہر ذی شعور شخص ان خرابیوں کا اعتراف کرے گا۔

خرابیوں کے بیان سے پہلے حال ہی میں کیا گیا ایک سروے پیش ہے، جس سے آگے بیان کئے جانے والے حقائق کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ یہ سروے پچاس والدین سے کیا گیا، سروے میں کئے جانے والے سوالات بچوں کے رویے، ان کی عمر، ٹی وی دیکھنے کے دورانئے، ان کے حالات، ردِعمل، کارٹون دیکھنے کے مطابق، ٹی وی بند کئے جانے پر غصہ، والدین کا کارٹون پر اطمینان اور ان کے تجارتی فوائد جیسی باتوں پر مبنی تھے، اس سروے سے حاصل شدہ اعداد و شمار یہ ہیں:

☆...... جوابدہ لوگوں میں سے پچاس فیصد کے بچوں کی عمر پانچ سے نو سال تھی، جبکہ تیس فیصد بچوں کی عمر دس سے بارہ سال تھی۔

☆......اسی فیصد لوگوں کا جواب یہ تھا کہ ان کے بچے کم از کم دو گھنٹے اور پندرہ فیصد کا کہنا یہ ہے کہ ان کے بچے تین گھنٹے سے زیادہ ٹی وی دیکھتے ہیں۔

☆......نوے فیصد والدین اپنے بچوں کو پُرامن سمجھتے ہیں۔

☆......اسی فیصد والدین کا خیال یہ ہے کہ ان کے بچے کارٹون دیکھتے وقت اس میں مگن ہوجاتے ہیں۔

☆......سو فیصد والدین کا خیال یہ ہے کہ ان کے بچے پُرتشدد کارٹون دیکھ کر جارحانہ رویہ اپناتے ہیں۔

☆......پچھتر فیصد والدین کا خیال یہ ہے کہ ان کے بچے کارٹون کرداروں کی استعمال کردہ چیزوں اور ایسی چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں، جس میں ان کرداروں کا لیبل لگا ہو۔

☆......ستر فیصد والدین کا کہنا یہ ہے کہ بچوں کو کارٹون سے روکنے پر ان بچوں کو شدید غصہ آجاتا ہے۔

☆......سو فیصد والدین کا خیال یہ ہے کہ ان کے بچوں کو کارٹون کے ذریعے کارپوریٹ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔

کارٹون دیکھنے کی بڑی خرابیاں یہ ہیں:

ا:... وقت کا ضیاع:

وقت کس قدر قیمتی چیز ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں کئی ایک مقامات پر زمانے اور وقت کی قسم کھائی گئی ہے جیسے: ’’والعصر‘‘، ’’والفجر‘‘ جبکہ ہم اسی قدر اس کے ساتھ بے وقعتی کا رویہ اپناتے ہیں۔ ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ٹی وی اور ویڈیو کا کلچر بچوں پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے، نیز بچوں کی فطری ذہانت اور سادگی کو بھی زنگ لگا تا ہے، بعض گھرانوں میں ٹی وی مسلسل کھلا رہتا ہے، خواہ کوئی دیکھ رہا ہو یا نہیں نیز ٹی وی کو بچوں کو مشغول رکھنے یا وقت گزاری کا ایک اچھا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، جبکہ اس سے پڑنے والے بُرے اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

☆...... بچے کا جو وقت دوسروں کے ساتھ میل جول اور کھیل کود میں گزرنا چاہئے تھا، جس سے بچے کا ذہن دراصل تیز ہوتا اور اس کے ذہن کی نشوونما ہوتی وہ وقت بچہ ویڈیو اسکرین کے سامنے گزار کر ضائع کردیتا ہے اور وہ فائدہ حاصل نہیں کرپاتا جو لوگوں سے ملاقات اور چیزوں کو براہِ راست برت کر حاصل کرسکتا تھا۔

☆...... بچے کا جو وقت اہم مہارتوں کے حصول کا تھا جس میں وہ زبانی اور تخلیقی، فنی اور

سماجی صلاحیتوں میں مہارت حاصل کرتا، اس کا وقت ٹی وی دیکھنے میں ضائع ہوجاتا ہے، جبکہ بچے کی زندگی کے ابتدائی دو سال ان صلاحیتوں کے لئے بہت اہم ہوتے ہیں۔

ہم جہاں خود وقت کا صحیح استعمال نہیں کرتے وہیں بچوں کو بھی وقت ضائع کرنے کا عادی بناتے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم بچوں کی تربیت کی ذمہ داری خود سنبھالتے، انہیں اپنا قیمتی وقت دیتے، ہم انہیں ٹی وی کے آگے بٹھا کر کارٹوں چینل لگا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ یہ عمل نہ صرف یہ کہ دیگر بڑی خرابیوں کو جنم دیتا ہے بلکہ بذاتِ خود ضیائع وقت کے ضمن میں ایک بہت بڑا نقصان ہے۔

۲:...پُرتشدد رویہ:

کارٹون دیکھنے والے بچوں پر کی جانے والی نفسیاتی تحقیق سے تین اہم نتائج برآمد ہوئے ہیں:

☆......ایسے بچے بے حس ہوجاتے ہیں اورانہیں دوسروں کوتکلیف میں دیکھ کرکوئی احساس نہیں ہوتا۔

☆......ایسے بچے جو مسلسل تشدد کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ تشدد سے عام طور پر بے خوف اور اس کے عادی ہوجاتے ہیں۔

☆......اور پھر نتیجتاً ایسے بچے خود تشدد مزاج ہوکر اس راہ کو اپنا لیتے ہیں۔

(American Academy Of Pediatrics AAP) نے اپنے پالیسی بیان میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ یہ بات اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ میڈیا میں پیش کیا جانے والا تشدد حقیقی زندگی میں پائے جانے والے تشدد کی ایک اہم وجہ ہے جس کے خلاف والدین اور ماہرین اطفال کو قدم اٹھانا چاہئے (American Academy of Child & Adolescent Psychiatry (AACAP) نے بھی اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ جو بچے ایسے پروگرام دیکھتے ہیں، جن میں تشدد کو حقیقت کے قریب سے قریب تر کرکے دکھایا جاتا ہے، وہ بچے اس بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، نیز ایسے بچے اپنے مسائل کا حل تشدد کی راہ میں تلاش کرتے ہیں۔

۳:...جسمانی، ذہنی اور تعلیمی نشو ونما سے عدم توجہ:

اسلام اپنے ماننے والوں کے لئے ایسی تفریح طبع کو پسند کرتا ہے جس میں جسمانی ورزش ہو، کیونکہ جس قدر جسم مضبوط اور چست ہوگا، اسی قدر ذہن بھی تیز ہوگا تا کہ انسان کی صلاحیتیں علم و عمل میں بھرپور لگ سکیں، جسمانی ورزش سے خوب تھکاوٹ ہوتی ہے، پسینہ آتا ہے اور پھر بھوک بھی خوب لگتی ہے، آج کل ماؤں کی عموماً شکایت یہی ہوتی ہے کہ بچے کھانا نہیں کھاتے، اگر غور کیا جائے تو ٹی وی کے آگے گھنٹوں بیٹھے رہنے اور اس میں منہمک ہوجانے سے جسمانی حرکت تو ہوتی ہے نہیں، اب جسم تھکے گا ہی نہیں تو پہلے کا کھایا ہوا کھانا ہضم نہیں ہوگا جس کے نتیجے میں اگلے کھانے کے وقت بھوک نہیں لگے گی، اس پر مستزاد یہ کہ ماں اپنا فرض نبھانے کے لئے صحت مند غذا کے بجائے فاسٹ فوڈ کا سہارا لے لیتی ہے جو بچے کی صحت کے لئے مزید نقصان کا باعث بنتا ہے، نتیجتاً بچہ جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہوتا ہے۔

مسلسل ٹی وی دیکھنے سے بچوں میں بینائی کی کمزوری کی شکایت بہت بڑھ گئی ہے، جہاں ابھی کچھ زمانے پہلے صرف بڑی عمر میں جا کر بینائی متاثر ہوا کرتی تھی، اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے نظر کی عینک لگاتے ہیں، نیز انہاک کی وجہ سے مسلسل ایک حالت میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے سے کم عمر بچے سر درد اور جسم میں درد کی شکایت کرتے ہیں، مگر ہم بڑے ان کی اس بات پر یقین نہیں کرتے اور یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ بچپن میں کیسا درد وغیرہ وغیرہ۔

میڈیکل رسالے (Padiatircs) کے اپریل ۲۰۰۴ء کے شمارے میں ایک رپورٹ شائع کی گئی جس کے مطابق کم عمر بچوں کو ٹی وی دیکھنے سے سات سال کی عمر میں توجہ کی کمی کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے نیز اسی تحقیقی رسالے کے ایک اور شمارے میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ امریکا کے ملکی سروے کے مطابق آٹھ سے سولہ سالہ بچوں میں پچیس فیصد بچے ہر روز کم ازکم چار گھنٹے ٹی وی دیکھتے ہیں اور ایسے بچے وزن کی زیادتی کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔

نیز مسلسل ٹی وی کی عادت سے بچے کا ذہن سن ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ عملی میدان میں اقدام کرنے کی صلاحیت کھودیتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ دانشورانہ قوت فیصلہ، تجزیاتی سوچ اور تخیلاتی قوت میں خاطر خواہ نقصان اٹھاتا ہے۔

دسمبر ۱۹۹۷ء میں پوکیمون نامی کارٹون کی ایک قسط نے دنیا بھر کی توجہ حاصل کی اس کارٹون کو دیکھنے کے بعد بچوں میں دورے پڑنے کی

شکایت موصول ہوئیں۔الغرض بچے کا وہ وقت جو کتب بینی اور مطالعہ کی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں گزرنا چاہئے تھا وہ ٹی وی دیکھنے کی نظر ہو جاتا ہے۔

۴:...ناچ گانا:

کارٹون کے ضمن میں بچوں کو گانا سننے اور ناچنے کا عادی بنایا جاتا ہے، ناچنا، گانا شریعت اسلامیہ میں بہت مذموم بتلایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِیْ لَھْوَالْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا أُولٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔‘‘ (لقمان:۶)

ترجمہ:’’اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کرکے رکھ دے گا۔‘‘

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں ’’لھو الحدیث‘‘ کے معنی اور تفسیر میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک روایت میں اس کی تفسیر گانے بجانے سے کی گئی ہے۔(رواہ الحاکم وصححہ البیہقی فی شعب وغیرہ)

جمہور صحابہ و تابعین اور دیگر مفسرین کے نزدیک ’’لھو الحدیث‘‘ عام ہے، تمام ان چیزوں کے لئے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غفلت میں ڈال دیں، اس میں غنا اور مزامیر (موسیقی اور آلاتِ موسیقی) بھی شامل ہیں اور بیہودہ قصے کہانیاں بھی۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ’’الادب المفرد‘‘ میں اور امام بیہقیؒ نے اپنی ’’سنن‘‘ میں ’’لھو الحدیث‘‘ کی یہی تفسیر اختیار کی ہے، اس میں فرمایا کہ:’’لھو الحدیث ھو الغناء واشباھہ‘‘یعنی لہوالحدیث سے مراد گانا اور اس سے مشابہ دوسری چیزیں ہیں (یعنی جو اللہ کی عبادت سے غافل کریں)

(معارف القرآن، ج:۷،ص:۲۰،۲۱)

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کے لئے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا، وہ ملک فارس سے شاہانِ عجم وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مشرکین سے کہا کہ محمد تمہیں قومِ عاد و ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں، میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے درمنثور میں اس آیت کے بارے میں یوں مروی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی، جو باہر سے ایک گانے والی کنیز خرید کر لایا تھا اور جس کسی کے بارے میں سنتا کہ وہ اسلام کا ارادہ رکھتا ہے اسے اپنی لونڈی کے پاس لے کر آتا اور کہتا کہ اسے کھلاؤ، پلاؤ اور گانا سناؤ کہ یہ اس سے بہتر ہے جو محمد تمہیں حکم دیتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اپنی جان دو۔

(روح المعانی، ج:۱۱،ص:۶۷)

ارشاد نبوی ہے کہ:

’’ان عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: الغناء ینبت النفاق فی القلب۔‘‘ (درمنثور، ج:۶،ص:۵۰۴)

ترجمہ:’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ’’گانا‘‘ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔‘‘

(جاری ہے)

پنجاب: نکاح فارم میں ختم نبوت کا حلف باضابطہ طور پر شامل

لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) پنجاب بھر میں نکاح کے فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ باضابطہ طور پر شامل کر لیا گیا۔صوبائی حکومت نے مذکورہ فیصلے کا اعلان آفیشل ٹوئٹر ہینڈل پر ایک مختصر ویڈیو کلپ میں کیا۔گزشتہ سال اکتوبر میں پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی تھی، جس میں نکاح نامہ کے فارم میں ختم نبوت کے حلف کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین شادی کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔ قرارداد پاکستان مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) کے ارکان صوبائی اسمبلی نے مشترکہ طور پر پیش کی تھی۔مسلم لیگ (ق) کی خدیجہ عمر نے کہا کہ بہت سی شکایات تھیں کہ لوگ شادی کے وقت اپنا عقیدہ چھپاتے ہیں، شادی کے کئی سال گزرنے کے بعد گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں سے ایک قادیانیت کی پیروی کررہا ہے، جس کی وجہ سے گھر والوں اور بچوں کے لئے بہت پریشانیاں ہوتی ہیں۔جس کے بعد نکاح نامہ کے فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا خانہ شامل کرنا ضروری سمجھا گیا۔.....

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶/اکتوبر۲۰۲۲ء)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، بہاول پور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بہاول پور ایک اسلامی ریاست رہی ہے، جس پر عباسی خاندان کے نواب صاحبان حکمران رہے۔ بہاول پور تین اضلاع پر مشتمل ہے: رحیم یار خان، بہاول پور اور بہاول نگر۔ رحیم یار خان میں سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف ہے، جس کے بانی عظیم صوفی تحریک آزادی کے نامور مجاہد رہنما حضرت میاں غلام محمد دین پوریؒ تھے۔ ان کے بعد حضرت اقدس میاں عبدالہادیؒ، حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ سجادہ نشین رہے۔ اس وقت حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے ایک عرصہ تک امیر رہنے والے حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ بھی اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور خانقاہ دین پور شریف کے خوشہ چیں رہے ہیں۔

رحیم یار خان میں ایک قدیم دینی ادارہ بستی مولویاں رحیم یار خان میں تقریباً دوصدیوں سے دین اسلام کی دعوت وتبلیغ اور تدریس کی خدمات سرانجام دے رہا ہے، قریبی دور میں حضرت مولانا عبدالرحیمؒ، مولانا شریف اللہ اس ادارہ کے خدام رہے۔ رحیم یار خان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر بھی کئی دہائیوں سے کام کررہا ہے، اس دفتر میں مولانا نذیر احمد خان بلوچ، محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ احمد بخش مبلغ رہے، بوقت تحریر مولانا مفتی محمد راشد مدنی زید مجدہ مرکزی مبلغ ہیں۔

بہاول پور میں کسی زمانہ میں جامعہ عباسیہ کا طوطی بولتا تھا، جس کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ تھے۔ جہاں مولانا محمد صادقؒ، مولانا فاروق احمد انصاریؒ، مولانا محمد علیؒ، مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا احمد سعید کاظمی، تدریس وتعلیم دین کا فریضہ انجام دیتے رہے اور بہاول پور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بہاول پور کی عدالت عظمیٰ نے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ دیا۔ اس فیصلہ کے سلسلہ میں عالم اسلام کے مایہ ناز سپوت امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوریؒ سمیت کئی ایک علماء کرام نے قادیانیوں سے متعلق عالم اسلام کا موقف پیش کیا۔ موقف اتنی مدلل اور مبرہن تھا کہ عدالت کو قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بہاول پور تحریک ختم نبوت کا بھی عظیم مرکز رہا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت وحفاظت کے سلسلہ میں علماء کرام کی تشریف آوری کی برکت سے عوام میں قادیانیت کے کفریہ اور غلیظ عقائد کی وجہ سے ان سے نفرت رہی ہے۔ تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں اسلامیانِ بہاول پور کا کردار مثالی رہا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے حکیم محمد ابراہیمؒ، حاجی محمد ذکراللہ، حاجی سیف الرحمٰن، حاجی عمر دین، علم الدین انصاری، جناب غلام سرور خاں کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا غلام مصطفیٰؒ، مولانا غلام محمد علی پوریؒ، مولانا عبداللطیف جتوئی، محمد اسماعیل شجاع آبادی وقتاً فوقتاً مبلغ رہے۔ اب مولانا محمد اسحاق ساقی زید مجدہ ایک عرصہ سے عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری کررہے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ مولانا محمد احمد انصاریؒ بھی بہاول پور سے تعلق رکھتے تھے۔ سیاسی زعماء میں علامہ رحمت اللہ ارشدؒ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے زمانہ میں پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف رہے اور پنجاب اسمبلی میں ختم نبوت کی آواز کو بلند رکھا۔

مولانا محمد یوسف بہاول پوریؒ بھی ایک موثر شخصیت رہے ہیں، جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں بلاخوف لومۃ لائم آواز بلند رکھی۔ سرائیکی زبان کے معروف خطیب مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ بھی بہاول پور میں محو استراحت ہیں۔ دینی اداروں میں جامعہ عباسیہ کے بعد قدیم ادارہ دارالعلوم مدنیہ ہے، جس کے بانی مولانا غلام مصطفیٰؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا زبیر احمد مہتمم رہے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد مولانا زبیر احمد بھی انتقال کرگئے بوقت تحریر بانی جامعہ کے برادر نسبتی مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ دوسرا ادارہ دارالعلوم اسلامی مشن ہے۔

(باقی صفحہ26پر)

دین پور شریف خان پور کے مبارک قبرستان میں مدفون مشاہیرامت: دین پورشریف میں حاضری......۲۶ر ستمبر کوصبح دس بجے دین پور شریف حاضری ہوئی۔ دین پورشریف کے بانی حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ تھے، جنہیں حضرت حافظ محمد صدیقؒ بھرچونڈی شریف سندھ سے خلافت حاصل تھی۔ آپ تحریک آزادی کے نامور قائدین میں سے تھے۔ امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے تحریک ریشمی رومال شروع کی تو ایک ریشمی رومال آپ کے نام بھی آیا۔ مخبری ہوئی، آپ نے اس وقت جہاں دین پورشریف کی مسجد ہے۔ اس کے مغربی جانب گڑھے کھدوا کراسلحہ اس میں دفن کرادیا اوراس پر ہل چلوادیئے۔ آپ نے آزادیٔ ہند اور استخلاص وطن کے لئے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ کا انتقال ۱۳ر ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ر مارچ ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے آپ کے چشمہ صافی سے فیوض و برکات حاصل کیں، آپ کے بعد آپ کے فرزندارجمند حضرت اقدس شیخ ثانی میاں عبدالہادی دین پوریؒ آپ کے سجادہ نشین قرار پائے۔

حضرت میاں عبدالہادیؒ: امام الاتقیاء، سراج السالکین، امام العارفین، جنید وقت تھے۔ آپ کی تربیت جہاں والد محترم حضرت میاں غلام محمد دین پوریؒ نے فرمائی۔ وہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے بھی آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے دین پورشریف کی خانقاہ قادری راشدی کو اپنی زندگی مبارک میں چار چاند لگائے۔ آپ بھی تحریک آزادی کے نامور راہنماؤں میں سے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مشائخ پنجاب کو تحریک کی سرپرستی کے لئے بیدار و تیار کیا۔ نیز آپ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کے مؤیدین اور سرپرستوں میں سے تھے۔ آپ کے حکم سے آپ کے فرزند ارجمند حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ نے تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نیز تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے سرپرستوں میں سے تھے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

راقم الحروف جب ۱۹۷۶ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان کا مبلغ بنا تو آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور لطائف ستہ طے کئے۔ آپ کا انتقال ۲۰ر رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۶ر اگست ۱۹۷۸ء ہوا، اور آپ کی نماز جنازہ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی اقتدا میں ادا کی گئی اور آپ کو اپنے والد گرامی کے ساتھ دین پور شریف کے بابرکت قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ آپ کے جانشین حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ مقرر ہوئے۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ: آپ سراج السالکین، عمدۃ العارفین، بقیۃ السلف اور خانقاہ دین پور شریف کے تیسرے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں پاکستان قومی اتحاد (جمعیت علماء اسلام) کے ٹکٹ پر حصہ لیا اور ہزاروں ووٹ حاصل کئے۔ آپ بذلہ سنج انسان تھے۔ آپ نے اپنی ولایت گپ شپ میں چھپائی ہوئی تھی۔ آپ بہت ہی ذاکر، شاکر انسان تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کی وراثت کو خوب نبھایا اور آپ کچھ عرصہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر بھی رہے اور آپ نے اپنے زمانۂ امارت میں ملک بھر کے طوفانی دورے کئے اور جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ آپ ۳ر صفرالمظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸ر نومبر ۲۰۱۴ء کوراہی ملک عدم ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور دین پورشریف کی مبارک نسبتوں کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۲۶ر ستمبر دین پورشریف میں حاضری پر مناسب معلوم ہوا کہ اس مبارک قبرستان میں مدفون اہم شخصیات کا

تعارف ذکر کیا جائے اور قبور مبارکہ پر نصب کتبوں سے تاریخہائے وفات سے قارئین ختم نبوت کو آگاہ کیا جائے۔

امام الہند مولانا عبیداللہ سندھی: ابو ذر وقت، امام انقلاب، حکمت ولی اللّٰہی کے امین، بطل حریت، قائد تحریک ریشمی رومال، تلمیذ شیخ الہندؒ، امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ چیانوالی ڈسکہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، والدین سکھ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنوں اور پرائیوں کے مظالم برداشت کئے۔ سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے نامور شیخ حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈیؒ کے دامن تربیت میں آ گئے۔ حضرت بھرچونڈیؒ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے لئے ہمیں اپنا (روحانی) باپ بنالیا اور حضرت والا کی نسبت سے سندھی کہلائے۔ مرشد و روحانی والد نے انہیں دعا دی کہ اللہ پاک آپ کو عالم ربانی سے تعلیم حاصل کرنے کی توفیق دے، آپ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور دورۂ حدیث شریف تک از ہر ہند دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم رہے۔ فراغت کے بعد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی ہدایت پر جمعیت الانصار کا قیام عمل میں لائے۔ کئی سال تک ملک بدر رہے۔ تحریک ریشمی رومال کے قائد آپ ہی تھے۔ ریشمی رومالوں پر مجاہدین تحریک آزادی کو ہدایت جاری فرماتے دین پور سے ایسا روحانی رشتہ قائم ہوا کہ وفات کے بعد تدفین بھی دین پور شریف کے مبارک قبرستان میں عمل میں آئی۔ قبر پر نصب کتبہ کے مطابق آپ کی تاریخ وفات ۲/رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۲/ اگست ۱۹۴۴ء۔ تاریخ پیدائش ۱۰/ مارچ ۱۸۷۲ء چیانوالی سیالکوٹ۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ: آپ کا آبائی وطن دھرم کوٹ رندھاوا گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا تھا۔ آپ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کے زمانہ میں لاہوری مرزائیوں کے ہتھے چڑھے اور فروری ۱۹۲۴ء میں مرزائیت کے دامن تزویر میں پھنسے .... سلیم الفطرت انسان تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو خواب میں آگ میں جلتے ہوئے اور خنزیر کی شکل میں دیکھا۔ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو قادیانیت پر چار حرف بھیج کر اسلام قبول کرلیا، چنانچہ آپ ۷/مئی ۱۹۳۲ء کو اسلام کے دامن رحمت میں آ گئے۔ اسی روز بیرون موچی دروازہ لاہور ایک جلسہ میں تیس ہزار کے اجتماع میں تین گھنٹے تقریر کرکے ترک مرزائیت کا اعلان فرمایا اور مجلس احرارِ اسلام میں شامل ہوگئے۔ پاکستان بننے کے بعد جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی تو اس میں شامل ہوگئے اور مجلس کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ آپ نے قادیانیوں سے دسیوں مناظرے کئے۔ آپ قادیانیت کو چیلنج کرتے کہ تم مرزا قادیانی کو ''شریف انسان'' ثابت کرکے دکھلاؤ نیز فرمایا کرتے کہ قادیانی مناظر کے سامنے زہر کا پیالہ رکھ دو اور اسے کہو کہ زہر کا پیالہ پی لے یا مرزا قادیانی کو شریف انسان ثابت کردے۔ قادیانی مناظر زہر کا پیالہ پینے کو ترجیح دے گا لیکن مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر پر مناظرہ نہیں کرے گا۔ نیز آپ دنیائے کفر کو چیلنج کرکے فرماتے کہ دنیائے کفر کی کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو لال حسین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پانچ منٹ بات کرسکے۔ آپ نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے کہ قادیانی ڈھنڈورچی روزنامہ ''الفضل'' قادیان کو لکھنا پڑا کہ ''لال حسین اختر قماش کے مولویوں سے مناظرہ نہ کیا جائے۔''

آپ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی وفات کے بعد ۲۴/صفر المظفر ۱۳۹۱ھ تا ۸/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۲/اپریل ۱۹۷۱ء تا ۱۰ جون ۱۹۷۳ء دو سال ایک ماہ بیس دن مجلس کے چوتھے امیر رہے۔ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۰/جون ۱۹۷۳ء بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے دفتر میں انتقال فرمایا۔ لاہور میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور معروف تبلیغی بزرگ مولانا مفتی زین العابدینؒ کی امامت میں دو جنازے ادا کئے گئے۔ بعدازاں آپ کی میت مبارک ٹرین کے ذریعہ لاہور سے خان پور لائی گئی۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی امامت میں تیسری نماز جنازہ ادا کی گئی۔ احاطۂ خاص، مقبرۃ المعلیٰ خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ رحمۃ اللّٰہ رحمۃً واسعۃً کاملۃً۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ: آپ ۱۳۱۲ھ خان پور کے مضافات میں بستی درخواست میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حافظ محمودالحقؒ سے حاصل کی۔ دین پور شریف مدرسہ صدیقیہ سے سند فضیلت حاصل کی۔ آپ ۱۹۶۲ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مقرر ہوئے اور ۱۹۹۴ء تک اس منصب پر فائز رہے۔ جمعیت

میں اتار چڑھاؤ آتے رہے،لیکن مذکورہ بالا تاریخ تک آپ مرکزی امیر رہے۔آپ نے جامعہ مخزن العلوم کے نام سے خان پور میں ادارہ قائم کیا،آپ نے ملک بھر میں سینکڑوں مدارس قائم کئے اور ان کی سرپرستی فرمائی۔آپ تحریک ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکثر مبلغین آپ کے شاگرد رشید تھے۔۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت کی مکمل سرپرستی کی۔آپ نے ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں پروانہ وار حصہ لیا۔قید وبند کی صعوبتیں آپ کے راستہ کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔آپ ۱۹/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸/اگست ۱۹۹۴ء کو اس دارِ فانی سے عالم باقی کی طرف روانہ ہوئے۔آپ کے فرزند گرامی مولانا حافظ فضل الرحمٰن درخواستی مدظلہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے،آپ بھی دین پور شریف کے مقبرہ خاص میں آرام فرما ہیں۔

مولانا محمد لقمان علی پوریؒ: آپ ۱۹۲۹ء میں علی پور میں پیدا ہوئے۔آپ نے تعلیم جامعہ مخزن العلوم خان پور سے حاصل کی اور دستار فضیلت حاصل کی۔آپ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شیخوپورہ اور دیگر علاقوں کے علاوہ مرکزی مبلغ بھی رہے،آپ بذلہ سنج انسان تھے،آپ کی مزاح کے واقعات آج بھی زبان زدِ عام ہیں۔آپ سیاسی ذوق رکھتے تھے، اس لئے جمعیت علماء اسلام میں چلے گئے،کئی مرتبہ انتخابات میں حصہ بھی لیا اور ہزاروں ووٹ حاصل کئے۔آپ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، بعدازاں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کے معتمد علیہ ساتھیوں میں سے تھے۔ان کی دو ہی جماعتیں تھیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام آپ ۱۹/شعبان المعظم مطابق ۱۶/نومبر ۲۰۰۰ء میں فوت ہوئے اور دین پور شریف کے مقبرہ خاص میں مدفون ہیں۔

مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ: شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ، حضرت درخواستیؒ کے نواسے اور ان کے علوم و معارف کے امین تھے۔ایک عرصہ تک اپنی مادر علمی جامعہ مخزن العلوم خان پور میں استاذ رہے، کچھ عرصہ دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور کے بھی مہتمم اور شیخ الحدیث رہے۔بعدازاں خان پور میں جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کے نام سے ایک شاندار ادارہ قائم کیا،جس کے وہ خود شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر رہے۔آپ جمعیت علماء اسلام (س) کے سرپرستوں میں سے تھے۔مبلغین اور خطبا کی ایک تنظیم مجلس علماء اہلسنت کے بھی ۱۹۸۷ء سے ۲۰۰۰ء تک امیر رہے،جس کے بانی خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ اور ہمارے مولانا عبدالغفور حقانی ہیں۔اول الذکر امیر اور ثانی الذکر ناظم اعلیٰ رہے، اسی تنظیم کے مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ بھی صدر رہے، آپ صرف مدرس ہی نہیں بلکہ اپنے نانا حضرت مولانا درخواستیؒ کی طرز کے اچھے مبلغ، واعظ وخطیب بھی تھے۔جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ ۱۹۸۷ء میں قائم کیا۔تاریخ پیدائش ۱۰/محرم الحرام ۱۳۶۶ھ، مطابق ۲۷/نومبر ۱۹۴۷ء،تاریخ وفات ۱۰/شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ، مطابق ۲۴/اگست ۲۰۰۷ء۔

خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ: آپ نے دینی تعلیم جامعہ قاسم العلوم گھوٹکی سے حاصل کی۔دورۂ حدیث شریف بھی مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی سے کیا۔شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید مولانا عبدالحئی گھوٹو آپ کے تعلیم کے ساتھیوں میں سے ہیں، تین سال تک جامعہ قاسم العلوم گھوٹکی میں مولانا عبدالرزاق ججویؒ سے علوم ومعارف حاصل کئے۔موصوف فاضل اجل عالم دین تھے۔گھوٹکی سندھ میں پڑھنے کی وجہ سے جہاں آپ کی مادری زبان سرائیکی اور اردو کے خطیب تھے، وہاں سندھی زبان کے بھی قادر الکلام خطیب تھے۔سردار احمد خان پتافیؒ نے اس وقت کے علماء کرام سے مل کر ''تحریک تنظیم اہلسنت والجماعت'' کے نام سے جماعت بنائی، جس میں اس وقت کے چوٹی کے خطباء، امام اہلسنت مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا قائم الدین عباسی (والد محترم مولانا محمد یحییٰ عباسی) مولانا عبدالستار تونسویؒ جیسے خطباء ومناظرین اس تحریک کے مرکزی مبلغین و راہنما تھے۔وہاں حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ (دوسری مرتبہ جامعہ مخزن العلوم خان پور سے دورۂ حدیث کرنے کے بعد) شامل ہوگئے۔آپ نے توحید وسنت، عقیدۂ ختم نبوت، عظمت اصحاب واہل بیت رسول سمیت تمام اہم دینی موضوعات پر بلامبالغہ ہزاروں سے متجاوز تقاریر کیں۔دین کا کوئی موضوع ایسا نہیں جس پر موصوف نے بیان نہ فرمایا ہو، مقفّی، مسجع گفتگو فرماتے اور یہ فن انہیں قدرتی طور پر عطا ہوا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زمانہ میں تنظیم اہلسنت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، دوسرے حصہ کا نام ''مجلس تحفظ حقوق اہلسنت'' رکھا گیا۔حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ صدر اور خطیب العصر

حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیمؒ جنرل سیکریٹری قرار پائے۔ آگے چل کر مجلس علماء اہلسنت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا دین پوریؒ صدر اور ہمارے مولانا عبدالغفور حقانی ناظم اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ کچھ عرصہ آپ اسلامی مشن بہاول پور کے بھی مہتمم رہے اور آپ کے داماد مولانا محمد عمر دین پوری ناظم اعلیٰ۔ غرضیکہ پوری زندگی اعلائے کلمۃ الحق میں گزاری، آپ کو ہزاروں احادیث یاد تھیں۔ موقع کی مناسبت سے احادیث نبویہ پڑھ پڑھ کر مجمع کو لوٹ پوٹ کردیتے۔

ربع صدی سے زائد تبلیغ دین متین کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے ۱۴؍اگست ۱۹۸۹ء کو ملک کا یہ عظیم خطیب اپنے اللہ کے حضور پہنچ گیا۔ دین پور شریف کے خاص قبرستان میں مدفون ہیں۔ نیز اس مقبرہ خاص میں امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے نواسے حضرت میاں ظہیرالحقؒ، حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کے فرزند اکبر میاں زبیر احمد متوفی ۲۸؍ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲۰؍اگست ۲۰۱۷ء، حضرت میاں عبدالمنان ممبر شوریٰ جمعیت علماء ہند، تاریخ پیدائش ۱۹۱۵ء تاریخ وفات ۱۲/ جولائی ۱۹۸۰ء، حضرت مولانا فداءالرحمٰن درخواستیؒ فرزند اکبر شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ بانی جامعہ انوارالقرآن نارتھ کراچی تاریخ پیدائش ۱۱؍نومبر ۱۹۳۹ء وفات ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۹ء، صدر پاکستان شریعت کونسل حضرت درخواستیؒ کے دوسرے فرزند ارجمند حاجی مطیع الرحمٰن درخواستیؒ تاریخ پیدائش ۳؍جنوری ۱۹۴۱ء تاریخ وفات، ۲۲؍جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، حضرت میاں رشید احمد ابن حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ تاریخ وفات ۱۷؍جنوری ۱۹۷۹ء، حضرت حافظ رحیم بخشؒ غلام محمد دین پوریؒ، ۵؍رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ ۲۶؍جنوری ۱۹۹۶ء علاوہ ازیں اس مقبرہ خاص میں اور بھی کئی ایک حضرات مدفون ہیں، اللہ پاک ان تمام حضرات کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ اس مبارک سفر میں جلال پور پیروالا کے جناب عبدالرحمٰن جامی، حافظ طلحہ محسن، مولانا محمد صدیق ناظم اعلیٰ مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد شجاع آباد، راقم کے رفیق سفر حافظ دلشاد محمود سلمہ بھی ساتھ تھے۔ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ کے مدرسہ جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی جامع مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی اور نماز کے بعد مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی سے ملاقات کی اور ان کے داماد اور مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کے فرزند اکبر مولانا حماد اللہ درخواستیؒ کی تعزیت کی۔ مولانا حماد اللہ درخواستیؒ پر راقم کا مضمون کسی شمارہ میں آچکا ہے۔ فیروزہ میں ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ حفظ الرحمٰن مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی اور مغرب کی نماز بھی ان کی مسجد واقع فیروزہ میں ادا کی۔

مولانا عبدالرزاق ججویؒ: آپ ججہ عباسیاں خان پور کے رہنے والے تھے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم عالم دین تھے۔ حضرت درخواستیؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالحئیؒ گھوٹکی، مولانا عبدالرحیمؒ والد محترم مولانا شریف اللہ بستی مولویاں، مولانا منظور احمد نعمانیؒ ظاہر والی، مولانا مظہر الدین انہڑؒ، مولانا عبدالمنان دین پوریؒ، مولانا حبیب اللہ بانی جامعہ امدادیہ یاکی والی علی پور، مولانا محمد قاسم دین پوریؒ جیسے کبار علماء کرام آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

مولانا محمد یونس گھوٹو گھوٹکی فرماتے تھے: ”مولانا عبدالرزاق ججویؒ اتنے صالح انسان تھے کہ انہیں ہر رات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ آپ حدیث پاک سمیت تمام علوم وفنون میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ بالخصوص فقہ، معقولات کے امام تھے۔ آپ ۱۷؍رجب المرجب ۱۳۵۸ھ بروز جمعۃ المبارک فوت ہوئے۔ دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ ☆☆

بقیہ:......ختم نبوت کانفرنس، بہاولپور

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور میں مبلغ رہا۔ حضرت مولانا قاضی عظیم الدینؒ، مولانا قاضی رشید احمد، مولانا محمد معاذ، مولانا محمد باقر جامعی، مولانا شمس الدین انصاری، بریلوی مکتبِ فکر کے رہنما مولانا عبدالحکیم نے راقم کی بھرپور سرپرستی اور راہنمائی کی۔ راقم جب تک رہا ۱۴؍اگست کو جامع مسجد الصادق میں ختم نبوت کانفرنس ہوتی رہی۔ مولانا ساقی بھی ہر سال کانفرنس کراتے رہے ہیں۔ امسال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چند شہروں میں بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ ۶؍اکتوبر کو چڑیا گھر کے بالمقابل ہاکی گراؤنڈ میں اجازت دی گئی۔ کانفرنس کی صدارت مرکزی نائب امیر حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا حمزہ لقمان، مولانا خالد عابد، مولانا محمد اسحاق ساقی، حافظ محمد انس، محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا حافظ حمداللہ، ملتان سے مولانا کریم بخش، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مولانا سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری، مجلس رحیم یار خان کے مرکزی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی، بہاول پور سے مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا پیر خبیب اللہ جھنگ سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

مدت امارت ...... امراء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

امیر اوّل:......امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ: ۱۳؍دسمبر۱۹۵۴ء تا ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء مطابق ۱۸؍ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ تا ۹؍ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ۔ مدت امارت: ۶؍سال، ۸؍ماہ، ۹؍دن۔

نوٹ: ۲۲؍اگست ۱۹۶۱ء سے ۸؍مارچ ۱۹۶۳ء تک کے عبوری امیر مولانا محمد علی جالندھری رہے۔

امیر دوم:......خطیب پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ: ۹؍مارچ ۱۹۶۳ء تا ۲۳؍نومبر ۱۹۶۶ء، مطابق ۱۲؍شوال ۱۳۸۲ھ تا ۹؍شعبان ۱۳۸۶ھ۔ مدت امارت: ۳؍سال، ۸؍ماہ، ۲۷؍دن۔

امیر سوم:......مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ: ۲۳؍نومبر ۱۹۶۶ء تا ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء، مطابق ۹؍شعبان ۱۳۸۶ھ تا ۲۴؍صفر ۱۳۹۱ھ۔ مدت امارت: ۴؍سال، ۴؍ماہ، ۲۹؍دن۔

امیر چہارم: مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر: ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء تا ۱۱؍جون ۱۹۷۳ء، مطابق ۲۴؍صفر ۱۳۹۱ھ تا ۹؍جمادی الاوّل ۱۳۹۳ھ۔ مدت امارت: ۲؍سال، ۱ ایک ماہ، ۲۱؍دن۔

امیر پنجم:......شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ: ۹؍اپریل ۱۹۷۴ء تا ۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۷ء، بمطابق ۱۵؍ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ تا ۳؍ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ۔ مدت امارت: ۳؍سال، ۷؍ماہ، ۱۷؍دن۔

نوٹ: مولانا لال حسین اختر مرحوم کی وفات (۱۱؍جون ۱۹۷۳ء) سے حضرت بنوری کی تقرری (۹؍اپریل ۱۹۷۴ء) تک مولانا محمد حیات مرحوم قائم مقام امیر رہے۔

امیر ششم:......خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ: ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء تا ۵ مئی ۲۰۱۰ء، بمطابق ۱۶؍محرم الحرام ۱۳۹۸ھ تا ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ۔ مدت امارت: ۳۲؍سال، ۴؍ماہ، ۱۰؍دن۔

امیر ہفتم:......حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ: ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۰ء تا یکم فروری ۲۰۱۵ء، بمطابق ۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ تا ۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ۔ مدت امارت: ۴؍سال، ۳؍ماہ، ۱۶؍دن۔

نوٹ: حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء کو ملتان مرکزی دفتر میں مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا، جس میں اراکین شوریٰ کو تحریراً مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی امارت سے متعلق تجویز سے آگاہ کر کے ان کی آراء حاصل کی گئیں اور چناب نگر کانفرنس کے موقع پر ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۰ء کو باضابطہ آپ کو امیر مقرر کیا گیا، اس دوران حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر قائم مقام امیر رہے۔

امیر ہشتم:......شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ: ۸؍فروری ۲۰۱۵ء تا ۳۰؍جون ۲۰۲۱ء، بمطابق ۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ تا ۱۹؍ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ۔ مدت امارت: ۵؍سال، ۴؍ماہ، ۲۱؍دن۔

(مولانا محمد وسیم اسلم، ملتان)

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	5100
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	130
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
15	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
17	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
18	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
19	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں)	رسائل اکابرین	400
20	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	120
21	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ